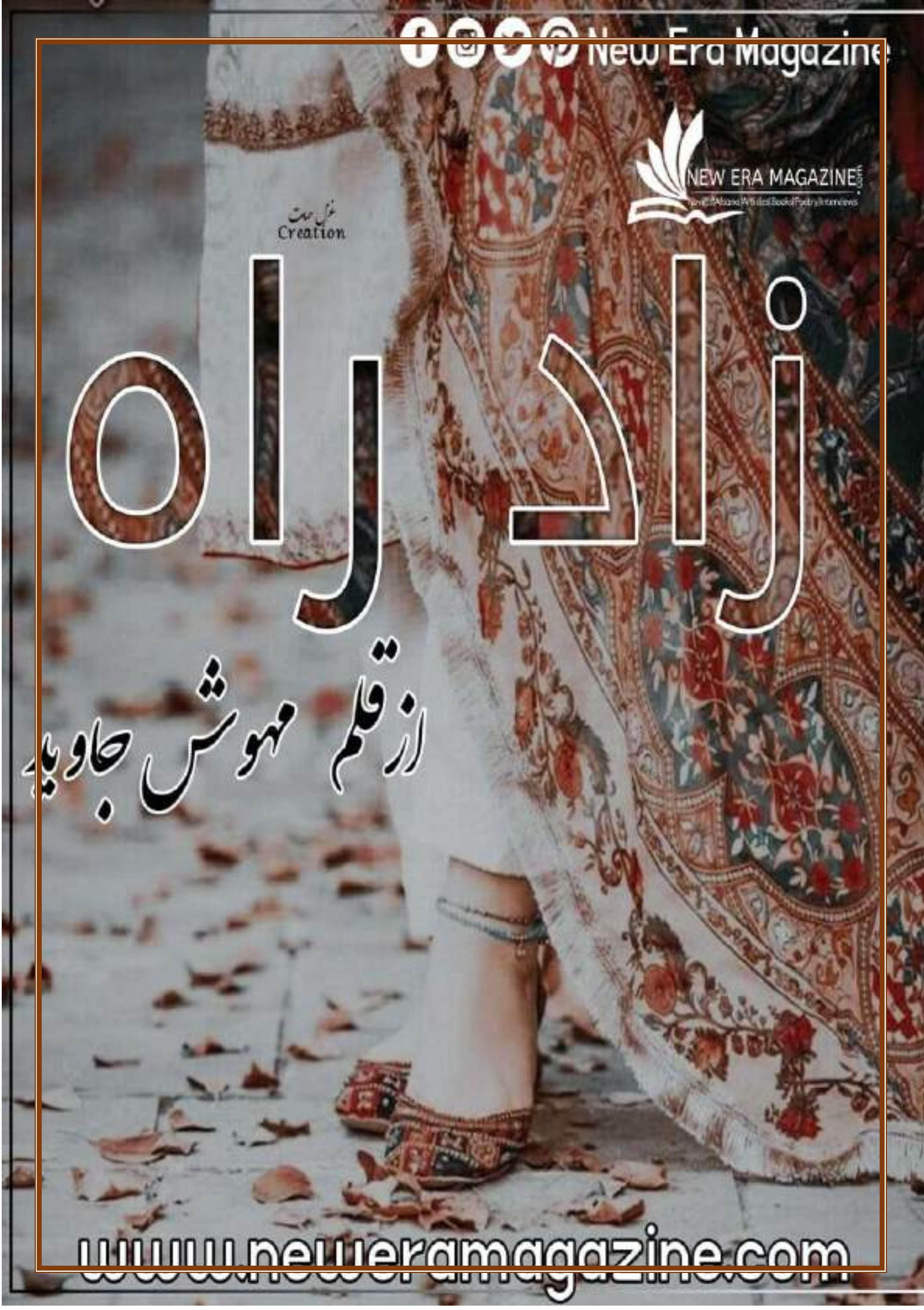
New Era Magazine
NEW ERA MAGAZINE
Creation
زادراہ
از قلم مہوش جاوید
www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(مکمل ناول)

زادراہ

از مہوش جاوید

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

وہ جون کی چلچلاتی دھوپ میں سڑک کے کنارے فٹ پاتھ پر چل رہی تھی۔سیاہ عبایا پہنے کندھے پر بیگ ڈالے،ایک ہاتھ سے بیگ کی سٹریپ کو تھامے وہ کسی رکشہ یا بس کا انتظار کر رہی تھی۔معاًاسے اَیک رکشہ نظر آیا۔اس نے ہاتھ ہلا کر رکشے کو روکا۔اور اس میں بیٹھ گئی۔رکشے میں ایک ادھیڑ عمر عورت بیٹھی کسی سے فون پر بات کر رہی تھی۔

"سٹوڈنٹ ہو؟"عورت نے فون بند کر کے پوچھا۔

"جی؟"

"میں نے کہا پڑھتی ہو؟"اس عورت نے اپنا سوال دہرایا۔

"نہیں پڑھاتی ہوں۔"اس نے شائستگی سے جواب دیا۔

"سکول میں پڑھاتی ہو؟"انہوں نے پھر پوچھا۔

"نہیں کالج میں پڑھاتی ہوں۔"اس نے کہا۔

"گرلز کالج میں یا کوایڈ میں؟"وہ بہت فرصت سے پوچھ رہی تھیں۔

"گرلز کالج میں۔"اس نے تحمل سے جواب دیا۔

"کونسا سبجیکٹ پڑھاتی ہو؟" پھر سوال آیا۔

"انگریزی پڑھاتی ہوں۔" اس نے تحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا انگریزی پڑھاتی ہو؟ پھر تو تمہاری انگریزی کافی اچھی ہو گی" معصومانہ سا سوال۔

"بھائی یہیں اتار دیں۔" اس نے رکشے والے کو کہا۔ گرمی کی وجہ سے اس کو پہلے ہی تپ چڑھی تھی۔ اوپر سے ان خاتون کے سوالات۔

"لیکن باجی ابھی تو۔۔۔۔" رکشے والے نے کچھ کہنا چاہا۔

"نہیں مجھے یہیں اترنا تھا۔ اوکے آنٹی اللہ حافظ۔" پہلے رکشے والے سے اور پھر اس عورت سے مخاطب ہو کر کہا۔ آنٹی کو "آنٹی" کہلائے جانے پر غصہ تو آیا لیکن مسکرا دیں۔ اب آگے اسے پیدل چلنا منظور تھا۔ سو پیدل ہی گھر کو چل دی۔

"کہاں رہ گئی تھیں تم؟ میں کب سے انتظار کر رہی ہوں۔ اور فون بھی تمہارا بند تھا" وہ

اندر داخل ہوئی تو بوا نے بہت سخت موڈ میں اس کا استقبال کیا۔ وہ تقریباً گرنے کے انداز میں صوفے پر بیٹھی۔ اور اب بڑے سکون سے عبایا اور نقاب اتار رہی تھی۔ اتنے میں بوا پانی کا گلاس لیے اس کے پاس آ کھڑی ہوئی۔

"اتنی دیر کیوں لگا دی؟" بوا نے پھر پوچھا۔

"ذرا دم لینے دو گی؟ ایک تو بندہ سڑکوں پہ ذلیل و خوار ہو کر گھر پہنچے اور گھر پہنچنے پر تم انٹرویو کے لیے تیار بیٹھی ہوتی ہو۔" اس نے بھی بوا کے لہجے میں کہا۔

"آج وین مس ہو گئی تھی اور موبائل کی بیٹری ختم ہو گئی تھی۔ پھر کوئی رکشہ یا بس بھی نہیں مل رہا تھا۔ اور جو ملا اس میں تمہاری کوئی میلے میں بچھڑی ہوئی بہن بیٹھی تھی۔ اس کے پاس بھی سوالوں کا پٹارا تھا۔ اس لیے میں پھر پیدل ہی آئی ہوں۔ اور اب تمہارے سامنے بیٹھی ہوں۔" اب کی بار اس نے قدرے تحمل سے کہا۔ بوا بھی مطمئن سی اس کے پاس بیٹھ گئی۔

"اچھا! کھانا کھاؤ گی؟ ابھی لاؤں یا ذرا ٹھہر کے۔ کریلے بنائے ہیں میں نے۔" بوا نے پُر جوش ہوتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے کھاؤں گی۔اب تمہاری بہن نے تو نہیں کھلایا مجھے۔اور کریلوں کی خوشبو تو مجھے تمہارے لہجے سے ہی آ گئی تھی۔"

"ایک تو اتنی محنت سے کھانا بناؤ اور پھر باتیں بھی سنو۔"بوا بڑبڑاتی ہوئی اٹھ گئی۔وہ بوا کی محنت پر مسکرادی

"گڑیا! گڑیا کہاں ہو بیٹا؟"وہ آرام سے بیٹھی اپنے ناخنوں پر کیوٹکس لگا رہی تھی جب بھائی کی آواز آئی۔

"آ گئی بھائی"وہ بھاگتی ہوئی ہال میں پہنچی جہاں وہ تھکا ماندا سا صوفے پر بیٹھا تھا۔

"کھانا لگا دو مجھے بہت بھوک لگ رہی ہے۔"اس نے ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتے ہوئے کہا۔

"جی میں ابھی لگا دیتی ہوں۔"وہ جلدی سے کچن میں گئی اور کھانا گرم کرنے لگی۔

"آجائیں بھائی! کھانا لگ گیا ہے"وہیں سے آواز دے کر بھائی کو بلایا۔اب وہ دونوں

بہن بھائی کھانے کے ساتھ انصاف کر رہے تھے۔

"میں سوچ رہا تھا گڑیا".....!

"اونہوں گڑیا نہیں شجیعہ۔ شجیعہ نام ہے میرا۔" بھائی کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"مس شجیعہ عفان زعیم! میں سوچ رہا تھا اب آپ پڑھائی سے تو فارغ ہو ہی چکی ہیں تو کیوں نہ جاب کے لیے اپلائی کر دیں۔" اس نے اپنا مدعا بیان کیا۔

"مسٹر محب عفان زعیم! آپ کا خیال بجا ہے لیکن میں ابھی تازہ تازہ فری ہوئی ہوں اور کچھ دیر تو فری ہی رہنا چاہتی ہوں۔ اس لئے اگر آپ کی آنکھوں میں مجھے فارغ دیکھ کر سوئیاں چبھ رہی ہیں تو ان کو آہستہ سے نکال دیں۔ اور موسٹ امپورٹنٹلی مجھے کون جاب دے گا۔ آئی مین معمولی سی ڈگری ہے میری۔" جاب کے نام پر شجیعہ نے تقریر ہی کر ڈالی۔

"اول تو مجھے فارغ لوگ بالکل بھی پسند نہیں۔ اور موسٹ امپورٹنٹلی تمہاری ڈگری کوئی معمولی نہیں۔ انگلش لٹریچر کی ڈگری کوئی معمولی نہیں ہوتی۔ سو بجائے گھر میں بیٹھ کے نیل پالش لگانے کے تم کوئی جاب ڈھونڈو۔" وہ بھی اس کا ہی بھائی تھا۔ اس کی

پانچ مختلف شیڈز میں لگی ہوئی نیل پالش پر چوٹ کرتے ہوئے اس نے کہا۔

"کون دے گا جاب؟ آپ دیں گے جاب؟ اور بالفرض آپ دے بھی دیں تو بھی میں آپ کے کالج تو قطعاً نہیں آؤں گی۔" اس نے لٹکے ہوئے منہ کے ساتھ کہا۔

"تم ٹرائی تو کرو۔ اب کوئی گھر آکر تو جاب پیش کرنے سے رہا۔ اور رہی بات میرے کالج میں آنے کی تو میں صرف میرٹ پر ہی جاب دوں گا۔ اگر تم eligible ہوئیں تو ٹھیک ورنہ نہیں۔" محب نے رسان سے کہا۔

"بھائی! بریانی کیسی بنی ہے؟" اس نے موضوع ہی بدل ڈالا۔

"میری بات پر دھیان دو۔ میں کیا کہہ رہا ہوں"

"ریلیکس برو! دلّی ہنوز دور است" اس نے مطمئن سا ہو کر کہا۔

"مطلب؟" محب نے وضاحت چاہی۔

"مطلب ابھی vacancies نہیں ہیں۔ میں چیک کر چکی ہوں۔ اچھا بتائیں بریانی کیسی بنی ہے؟" پھر وہی مرغے کے ایک ٹانگ۔

"جیسی ہمیشہ بنتی ہے۔" وہ کہتے ہوئے اپنی پلیٹ پر جھک گیا۔ اور شجیعہ اسے بس دیکھ کر

رہ گئی۔

۔

"سنیں! ذرا بات سنیں پلیز!" وہ ابھی کلاس لے کر نکلی ہی تھی کہ کوئی لڑکی اسے پکارتے ہوئے اس تک آئی۔

"جی؟" اس نے مڑتے ہوئے کہا اور مقابل کو سر تا پیر دیکھا۔ ڈائی کیے ہوئے بالوں میں ایک لٹ گلابی رنگ کی تھی۔ سیاہ سکن ٹائٹ جینز کے ساتھ گھٹنوں سے اوپر آتی زرد ٹاپ پہنے گردن کے گرد سرمئی اسکارف لپیٹے وہ ایک ہاتھ سے موبائل فون گھما رہی تھی۔ اور دوسرے ہاتھ سے بیگ کی سٹریپ پکڑ رکھی تھی۔

"آپ مجھے پرنسپل آفس تک گائیڈ کر دیں گی پلیز؟"

"شیور، چلیں" وہ اس کو ساتھ لے کر پرنسپل آفس کی طرف جا رہی تھی۔

"آپ کونسا سبجیکٹ پڑھاتی ہیں؟" اس لڑکی نے پوچھا۔

"انگلش "اس نے مختصر جواب دیا۔

"اوہ گریٹ! پھر تو اپنی خوب جمے گی۔ کیا نام ہے آپ کا؟"اس نے پر جوش ہوتے ہوئے پوچھا۔

"رجاء۔۔۔۔۔۔رجاء حیات "اس نے اپنا نام بتایا۔

"بہت پیارا نام ہے۔ میرا نام شجیعہ ہے اور میں بھی یہاں انگلش پڑھانے ہی آئی ہوں، اگر انٹرویو اچھا ہو گیا تو۔ "اس نے ایکسائٹڈ ہو کر بتایا۔ وہ ایسے بات کر رہی تھی جیسے وہ کافی عرصے سے ایک دوسرے کو جانتی ہوں۔ کچھ لوگ ہوتے ہیں ایسے جو پہلی ملاقات میں ہی آپ کو اپنا بنا لیتے ہیں۔ رجاء مسکرا دی۔

"یہ رہا پرنسپل آفس۔ اب میں جاؤں؟"اس نے اجازت چاہی۔

"ایکچولی آئی ایم آ لٹل بٹ نروس۔ کیا آپ میرے ساتھ اندر چل سکتی ہیں؟۔۔۔۔پلیز!"اس نے بالکل بچوں کی طرح کہا تھا۔ رجاء نے اثبات میں سر ہلا دیا اور دروازہ ناک کیا۔

"یس کم اِن "اندر سے اجازت ملنے پر وہ اندر آ گئی۔

"سر! جاب انٹرویو کے لیے کوئی آیا ہے۔" رجاء کے کہنے کے ساتھ ہی شجیعہ نمودار ہوئی۔

"السلام علیکم سر" شجیعہ نے سلام میں پہل کی۔

"وعلیکم السلام!" انہوں نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا۔

"جی؟ کونسے سبجیکٹ کے لئے آئی ہیں آپ؟"

"انگلش کے لیے"

"مس رجاء آپ انہیں انگلش ڈیپارٹمنٹ کے ہیڈ سے ملوادیں۔ وہی فیصلہ کریں گے انہیں رکھنا ہے یا نہیں۔۔۔۔۔میرا مطلب vacancies بھی تو نہیں ہیں۔" آخری جملہ شجیعہ کو دیکھتے ہوئے ادا کیا۔

"جی سر! چلیں مس شجیعہ۔" رجاء شجیعہ کو لے کر HOD آفس کی طرف چل دی۔

"وہ سامنے آفس ہے HOD کا۔ میں آپ کے ساتھ آؤں؟" رجاء نے آفس کے سامنے پہنچ کر مروتاً پوچھا۔

"نہیں بہت شکریہ۔ میں پہلے ہی آپ کا بہت ٹائم لے چکی ہوں۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا اور آفس کی طرف بڑھ گئی۔

آج اتوار کا دن تھا۔ اور رجاء حسبِ معمول گھر کی صفائیوں میں مصروف تھی۔ گھٹنوں تک آتی نیوی بلو قمیص کے ساتھ سفید شلوار پہنے اور سفید ہی دوپٹہ کمر پر ایک طرف باندھے، بھورے بالوں کا جوڑا بنائے وہ دیواروں سے جالے صاف کر رہی تھی۔ جالے تھے نہیں لیکن صفائی تو ضروری تھی ناں۔ وہ ہر چیز صاف ستھری اور آرگنائزڈ رکھنے کی عادی تھی۔ اور اگر وہ کبھی فارغ ہوتی تو صفائی کرنا شروع کر دیتی تھی۔ بوا لاؤنج میں بیٹھی سبزی کاٹ رہی تھی۔ ساتھ ہی کوئی غزل بھی سن رہی تھی۔

ذی حالِ مسکیں مکن تغافل

ورائے نیناں بنائے بتیاں

رجاء صفائی کرنے کے ساتھ ساتھ غزل کے سروں پر بھی سر دھن رہی تھی۔

"بھئی واہ!" رجاء داد دیئے بغیر نہ رہ سکی۔

"کیا کہا؟" بوا نے وہیں سے آواز لگائی۔

"کس نے؟" رجاء نے کمرے سے باہر آکر پوچھا۔

"بھئی تم نے اور کس نے؟"

"افففف میں تو سنگر کو داد دے رہی تھی۔ بوا تم بھی ناں کبھی کبھی حد کر دیتی ہو۔" رجاء نے دونوں ہاتھ پہلوؤں پر رکھ کر کہا۔ معاً فون کی گھنٹی بجی۔

"ہیلو!۔۔۔۔۔۔۔ہیلو!۔۔۔۔۔۔بھئی کون ہے؟" رجاء نے فون اٹھایا لیکن دوسری طرف کوئی بول نہیں رہا تھا۔ جب وہ ریسیور رکھنے لگی تب اچانک آواز آئی۔

"رجاء بیٹا میں ہوں۔۔۔۔شفاعت۔" رجاء کے چہرے پر ناگواری چھا گئی۔

"بوا گھر پہ نہیں ہیں۔" اس نے جھوٹ بولا۔ اور جلدی سے فون رکھنا چاہا۔ بوا اب اس کی طرف متوجہ ہو چکی تھی۔

"مجھے تم سے بات کرنی ہے بیٹا۔ بس ایک بار تسلی سے میری بات سن لو۔" انہوں نے

التجائیہ انداز میں کہا۔

"جی کہیے"

"دیکھو بیٹا آپا نے شاید تمہیں بتایا نہیں۔ میں تم سے پرسنلی مل کر بات کرنا چاہتا ہوں۔ تم مجھے غلط مت سمجھنا۔ پلیز ایک بار مجھ سے مل لو۔" انہوں نے اپنی بات کہی۔

"دیکھیں چچا! میں نہیں چاہتی کہ میں کوئی سخت الفاظ استعمال کروں۔ میں جانتی ہوں آپ کو کیا کہنا ہے۔ بوا نے مجھے بتا دیا تھا۔ لیکن میرا نہیں خیال کہ آپ کو ایسا کوئی خیال بھی آنا چاہئیے تھا۔ اماں ابا کو گزرے اتنا عرصہ بیت گیا ہے۔ تب سے اب تک کیا آپ کو میرا خیال آیا؟ چلیں بھتیجی تو کجا آپ اپنی سگی بہن کے بارے میں ہی سوچ لیتے۔ اور اب اچانک آپ کے دل میں بھولی بسری بھتیجی کی محبت جاگی ہے۔ آئی ایم سوری چچا لیکن میں آپ کو آج ہی واشگاف الفاظ میں بتا دینا چاہتی ہوں کہ آپ اس خیال کو اپنے دماغ سے نکال دیں۔ میں ہر گز ہر گز اس شادی پر راضی نہیں ہو سکتی۔ اور رہا سوال ابا کی پراپرٹی کا۔ تو آپ ابا کے وکیل سے مل کر کنفرم کر لیجئے گا ہمارے پاس اس وقت اس گھر کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے۔ ابا اپنی تمام جائیداد کسی ٹرسٹ کے نام کر گئے تھے۔ آپ سے میری اتنی گزارش ہے کہ اپنے ہونہار بیٹے کو سمجھائیں کہ دوسروں کی بیٹیوں

کو بھی انسان ہی سمجھے، کھلونا نہیں۔اور مجھے اُمید ہے کہ آپ آئندہ یہاں فون نہیں کریں گے۔" وہ بولی تو بولتی چلی گئی۔الفاظ سخت تھے لیکن لہجہ بے حد مہذب تھا۔اس نے کہہ کر فون رکھ دیا۔

وہ بوا کے پاس آکر بیٹھی تو بوا نے پانی کا گلاس اس کی طرف بڑھا دیا۔

" کتنی بار کہا ہے ان کا فون مت سنا کرو۔آواز سنتے ہی بند کر دیا کرو۔اوپر سے تم لینڈ لائن کنکشن بھی نہیں کٹوانے دیتیں۔نہ فون ہو،نہ وہ روز روز تنگ کریں۔"اس نے سارا غصہ بوا پر اتار دیا۔بوا اس کو سخت نظروں سے دیکھتی رہی لیکن کہا کچھ نہیں۔

"اچھا سوری ناں! تمہارے بھائی نے میرا میٹر ہی تو گھما دیا تھا۔" رجاء نے معذرت خواہانہ انداز میں کہا۔پانی کا گلاس ابھی تک بوا کے ہاتھ میں تھا جسے بوا نے اب واپس کھینچ لیا تھا۔

"پانی!" رجاء نے پھر مصالحت کی کوشش کی۔بوا نے گلاس سامنے میز پر رکھ دیا۔اور سبزی کی ٹوکری اٹھا کر کچن میں چلی گئی۔مطلب رجاء کو اس بار تگڑی کوشش کرنی تھی بوا کو منانے کی۔

رات کا کھانا کھانے کے بعد بوا ٹی وی کے سامنے بیٹھی خبریں دیکھ رہی تھی۔ رجاء بھی کوئی کتاب ہاتھ میں پکڑے پاس بیٹھی تھی۔

"صبح سے کوئی پانچ دفعہ یہی خبریں ہیڈلائنز میں دیکھ چکی ہو۔ اب بھی تمہارا دل نہیں بھرا ان سے۔" رجاء نے ایک نظر ٹی وی کو دیکھ کر کہا۔ بوا نے ٹی وی آف کر دیا اور اپنے کمرے کی طرف چلی گئی۔

"افففف! کیا ڈرامہ ہے۔" رجاء بھی کہتے ہوئے بوا کے کمرے کی طرف آ گئی۔ بوا بیڈ پر نیم دراز تھی۔ وہ بیڈ پر آ کر بیٹھ گئی۔

"بوا!۔۔۔۔ ناراض ہو؟" رجاء نے انتہائی معصومیت سے کہا۔ بوا خاموش رہی۔

"پھپھو جان!۔۔۔۔۔۔ میری پیاری الماس پھپھو جان! آخر کس بات پر ناراض ہیں؟" رجاء نے آگے بڑھ کر بوا کے گلے میں بازو ڈالتے ہوئے کہا۔ بوا پہلے ہلکا سا مسکرائی اور پھر ہنس دی۔

"سچ بٹو! تمہارے منہ سے اس طرح کا طرزِ تخاطب اچھا نہیں لگتا۔" بوا نے ہنسی کے دوران کہا۔

"اچھا تو نہیں لگتا لیکن ویسے تم ماں کے ہی نہیں دے رہی تھیں۔اور میں یہ سوچ رہی ہوں کہ تم ناراض کس بات پر ہو؟" رجاء نے پر سوچ انداز میں کہا۔

"دیکھو رجاء! اول تو تمہیں شفاعت سے اس طرح بات نہیں کرنی چاہیے تھی۔ بات کرنے کا ایک طریقہ ہوتا ہے۔اور وہ پتہ نہیں کس سلسلے میں بات کرنا چاہ رہا تھا۔ تم نے اپنے اماں ابا سے لے کر ان کی پراپرٹی تک کو بیچ میں گھسیٹ دیا۔اور ہو سکتا ہے وہ واقعی شرمندہ ہو اور صلح کرنا چاہتا ہو۔اور اس کو یہی ایک طریقہ نظر آیا ہو۔" بوا نے اسے آرام سے سمجھانے کی کوشش کی۔

"شرمندگی کی بات تو تم رہنے ہی دو۔ایسی شکلیں شرمندہ نہیں ہوا کرتیں۔اور ویسے بھی۔۔۔۔۔" رجاء ابھی کچھ اور بھی کہنا چاہتی تھی لیکن بوا نے ٹوک دیا۔

"اچھا چلو چھوڑو۔ ہم اس موضوع پر بعد میں بات کریں گے۔" بوا نے بات ٹالتے ہوئے کہا۔

"ہم اس موضوع پر بات نہیں کریں گے۔" رجاء نے اٹل لہجے میں کہا۔

"اچھا چلو جاؤ۔ چائے بنا کر لاؤ۔ سر میں درد کر دیا ہے میرے۔" بوا نے بات ہی ختم کر دی۔ رجاء منہ بناتے ہوئے چلی گئی۔

"ہاں بھئی کیا بنا تمہارے انٹرویو کا؟" وہ دونوں ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے ڈنر کر رہے تھے جب محب نے پوچھا۔

"بہت اچھا رہا انٹرویو۔ مجھے لگتا ہے مجھے جلد ہی کال آجائے گی۔" شجیعہ نے پر جوش ہوتے ہوئے کہا۔

"اچھا! دیٹس گُڈ۔ چلو تم بھی صاحبِ جاب ہو جاؤ گی۔ اگر سلیکٹ ہو گئی تو۔۔۔۔" محب نے اسے باور کراتے ہوئے کہا۔

"آئی ایم شیور کہ میں سلیکٹ ہو جاؤں گی۔ انشاللہ۔" شجیعہ نے پر عزم ہو کر کہا۔

"Over confidence kills"

محب نے اسے چڑانے کے لیے کہا۔

"یہ اوور کانفیڈنس نہیں ہے۔" وہ واقعی چڑ گئی تھی اس لیے منہ بنا کر بولی۔

"چلو ہو سکتا ہے عمار تمہیں واقعی سلیکٹ کر لے۔ تمہارے حلیے کو دیکھ کر۔" محب نے اعتراف کرتے ہوئے کہا۔

"حلیے کو دیکھ کر؟ مطلب؟" اس نے نا سمجھی سے کہا۔

"ہاں وہ عمار کو کارٹون بہت پسند ہیں ناں۔" اس نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا۔

"بھائی! اٹس فیشن۔ آپ کو کیا پتہ فیشن کا۔ اپنے گلاسز کا فریم تو آپ بدل نہیں سکتے۔ سالوں سے یہی ایک ڈیزائن دیکھ رہی ہوں میں۔" اس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"چلو جو بھی ہے۔ لیکن اس طرح کے اوٹ پٹانگ فیشن کالج کر کے جانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اوکے؟" اس نے قدرے سختی سے کہا۔

شجیعہ خاموش ہو گئی لیکن سنجیدہ نہیں۔

"جان کیٹس کہتا ہے

“Truth is beauty and beauty truth

That is all ye know on earth and all ye need to know”

وہ کلاس لے رہی تھی۔ تمام سٹوڈنٹس خاموشی سے سن رہے تھے۔ سیاہ پرنٹڈ سوٹ پر ہلکے گلابی رنگ کا حجاب کیے وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

"یعنی سچ خوبصورتی ہے اور خوبصورتی سچ۔ آپ کی نظر میں خوبصورتی کیا ہے؟" وہ اب ان سے پوچھ رہی تھی۔ چند لڑکیوں نے ہاتھ اٹھائے۔ اس نے ایک لڑکی کو اشارہ کیا۔ وہ کھڑی ہو کر بتانے لگی۔

"میم! میرے نزدیک خوبصورتی سادگی ہے۔ اگر کوئی شخص خوبصورت ہے وہ سادہ بھی ہو گا تو خوبصورت لگے گا۔" رجاء نے سر ہلایا۔ اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور دوسری لڑکی سے وہی سوال پوچھا۔

"میم میرے نزدیک خوبصورتی نیچر ہے۔زرد چاند،ڈھلتا ہوا سورج، سر گوشیاں کرتے پھول،ان کو پچکارتی ہوئی ہوائیں، یہ سب خوبصورتی ہے۔" وہ کہتے ہوئے مسکرا بھی رہی تھی۔ جیسے وہ یہ سب دیکھ رہی ہو۔ رجاء بھی مسکرادی اور اسے بیٹھنے کو کہا۔اور ایک اور لڑکی سے پوچھا۔

"مس آئی تھنک خوبصورتی کا تعلق خوشی سے ہے۔جب ہم خوش ہوتے ہیں، ہمیں ہر چیز خوبصورت نظر آتی ہے۔جب ہم اداس ہوتے ہیں تو سب برا لگنے لگتا ہے۔" لڑکی نے کہا۔

"اچھا تو جب ہم اداس ہوتے ہیں تو خوبصورتی کو کیوں تلاش کرتے ہیں؟ ہم سب کا کوئی نہ کوئی فیورٹ سپاٹ ہوتا ہے۔جب ہم اداس ہوتے ہیں تو اپنے فیورٹ سپاٹ پہ کیوں جاتے ہیں؟"

"خوشی ڈھونڈنے کے لیے۔" اس لڑکی نے جواب دیا۔ رجاء نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔اب وہ کسی اور سے پوچھنے والی تھی۔اس نے ساری کلاس میں نظر دوڑائی۔اور ایک سانولی سی قدرے کم خوبصورت لڑکی کو اٹھنے کا اشارہ کیا۔اور اس سے وہی سوال پوچھا۔

"آپ کے نزدیک خوبصورتی کیا ہے؟"

کچھ لڑکیاں دبی دبی ہنسی ہنسنے لگیں۔ رجاء نے ان پر سخت نگاہ ڈالی تو وہ خاموش ہو گئیں۔

"مس میرے نزدیک خوبصورتی میں خود ہوں۔" رجاء کے چہرے پر جاندار مسکراہٹ آئی۔ وہ لڑکی ابھی بول رہی تھی۔

"میری خود آگہی، میری عزتِ نفس، میرا اسیلف کانفیڈنس، میری طاقت میری خوبصورتی ہے۔ ہاں اگر میں کمزور پڑ جاؤں تو شاید بدصورت لگنے لگوں۔" رجاء نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"ویری گڈ"

"بیٹا جی! خوبصورتی آپ خود ہیں۔ آپ کسی چیز کو خوبصورت دیکھیں گے، وہ آپ کو خوبصورت نظر آئے گی۔ آپ کسی انسان کو موٹا دیکھیں گے، وہ آپ کو موٹا نظر آئے گا۔ جبکہ کوئی اور اسی انسان کو کیوٹ دیکھتا ہے تو وہ اسے کیوٹ نظر آتا ہے۔ آپ کو اگر کسی نے موٹا، پتلا یا کالا ہونے کا طعنہ دیا ہے، جو کہ اکثر یہاں ہوتا ہے، تو آپ نے بھی اس چیز کو ہوّا نہیں بنانا۔" کلاس میں پن ڈراپ سائلنس تھی۔

"لوگوں نے کچھ معیار سیٹ کر لیے ہیں۔ یا یوں کہہ لیں کہ زاویے سیٹ کیے ہوئے ہیں۔ جیسے کسی مشین کا ٹمپریچر یا سکیل سیٹ کیا جاتا ہے۔ یا کمپاس کا اینگل سیٹ کیا جاتا ہے بالکل اسی طرح ہماری آنکھوں نے بھی کچھ معیار، کچھ زاویے سیٹ کر رکھے ہیں۔ فلاں کا رنگ اس شیڈ تک ہے تو ٹھیک ہے۔ اس سے نیچے کا ہے تو سانولا ہے یا بد صورت ہے۔ فلاں کا فگر ایسا ہے تو ٹھیک۔ اس سے زیادہ ہے تو موٹا ہے، بھدا ہے۔ اس سے کم ہے تو دبلا پتلا، ماچس کی تیلی۔ فلاں کا قد اتنے فٹ سے کم ہے تو وہ بونا، ٹھگنا ہے۔ اس سے زیادہ ہے تو عالم چنّا۔ بھئی جب اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں خود فرمایا ہے

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم

تو ہم کون ہوتے ہیں کسی کو اس کی ظاہری ہئیت پر جج کرنے والے۔" وہ ایک پل کے لیے رکی۔ پھر بولی۔

"آپ اپنے آپ میں ہی خوبصورتی ہیں۔ اور عورت تو نام ہی خوبصورتی کا ہے۔ آپ نے سنا نہیں

وجودِ زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ

آپ کے وجود سے ہی یہ دنیا خوبصورت ہے۔" دفعتاً بیل بجی۔کلاس کا ٹائم ختم ہو چکا تھا۔وہ کلاس کو خدا حافظ کہہ کر چلی گئی۔

وہ سٹاف روم میں داخل ہوئی تو سامنے ایک شناسا چہرے کو بیٹھے ہوئے پایا۔جو سب ٹیچرز سے متعارف ہو رہی تھی۔اس کو دیکھتے ہی کھڑی ہو گئی۔اور اس کی طرف بڑھی۔وائٹ جینز کے ساتھ نیلے رنگ کا کرتا اور نیوی بلو سکارف گردن کے گرد لپیٹے وہ اس کی طرف آئی۔

"ہائے مس رجاء کیسی ہیں آپ؟میں کب سے آپ کا انتظار کر رہی ہوں۔"اس نے پر جوش ہوتے ہوئے ہاتھ ملایا۔انداز ایسا تھا جیسے برسوں سے ایک دوسرے کو جانتی ہوں

۔"السلام علیکم میں ٹھیک ہوں آپ کیسی ہیں؟"رجاء نے مسکراتے ہوئے کہا۔نام وہ یقیناً بھول چکی تھی۔ورنہ نام سے ہی مخاطب کرتی۔

"میں بہت اچھی ہوں۔آپ کو پتہ ہے میں یہاں اپائنٹ ہو گئی ہوں۔" وہ بچوں کی سی ایکسائٹمنٹ کے ساتھ بتا رہی تھی۔

"ماشاءاللہ! congratulations مجھے لگا ہی تھا کہ آپ ہی آئیں گی یہاں۔" رجاء نے کہا۔

"تھینکس! لیکن آپ کو کیسے پتا تھا کہ میں ہی۔۔۔۔۔آئی مین مجھے بھی نہیں لگا تھا کہ میں آؤں گی۔" شجیعہ نے پر سوچ انداز اپنایا۔

"بس ایسے ہی مجھے لگا آپ آئیں گی،آپ آ گئیں۔" رجاء نے دھیمی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔شجیعہ بھی مسکرا دی۔

"آپ کلاس لے کر آ رہی ہیں؟" اس کے ہاتھوں میں کتابیں دیکھ کر شجیعہ نے پوچھا۔

"جی! آپ کو ٹائم ٹیبل مل گیا؟" اس نے پوچھا۔

"ہاں ابھی تھوڑی دیر میں میری کلاس بھی ہے۔Wish me luck" اس نے دوستانہ انداز اپنایا۔

"All the best Ma'am...... Shajia"

رجاء نے نام یاد کرتے ہوئے کہا۔اور اپنی دوسری کلاس لینے چلی گئی۔

"بوا یار! تم نا بس مجھے اپنے جیسا کھانا بنانا سکھا دو۔ قسم سے باقی جیسی بھی ہو۔ کھانا کمال بناتی ہو۔" بوا اور رجاء کھانا کھا رہی تھیں۔ جب رجاء نے کہا۔

"سیکھ ہی نہ لو تم! ایک روٹی بنانا تو آتا نہیں۔ کھانا بنانا سکھا دو۔" بوا نے اس کی نقل اتارتے ہوئے کہا۔

"تو سکھاؤ گی تو آئے گا نا کچھ۔" رجاء نے جل کر کہا۔

"یہ بھی خوب کہی۔ جب میں تم سے کہتی ہوں بٹّو آج کھانا تم بنا دو۔ تو تم کھانا باہر سے آرڈر کر دیتی ہو۔ جب آٹا گوندھنے کو کہتی ہوں تو تم کہتی ہو آج چاول بنا لو۔ ہر کام کے لئے۔۔۔ نہیں صرف کچن کے ہر کام کے لیے تمہارے پاس پہلے سے ہی بہانہ موجود ہوتا ہے۔" بوا نے تو سنا ہی ڈالی۔ رجاء منہ کھولے بوا کو دیکھ رہی تھی۔

"اب میرا منہ کیا دیکھ رہی ہو؟" بوا نے غصے سے کہا۔ رجاء نے منہ بند کیا۔

"بوا تمہارے بال سفید ہونا شروع ہو گئے ہیں۔" رجاء نے غور سے بوا کے چہرے اور سر پر نگاہ ڈالتے ہوئے کہا۔

"بس تمہارے جیسی اولاد ہو تو والدین کے بال جلدی سفید ہو جاتے ہیں۔" بوا اب بھی غصے میں تھی۔

"بس تم نا یہ روایتی پھپھو نہ بن جایا کرو۔ ایک کوکنگ سکھانے کا کہا ہے اور تم بات کو کہاں لے آئی ہو۔" رجاء نے نگاہ کا زاویہ بدلتے ہوئے کہا۔

"اچھا چلو ٹھیک ہے۔ صبح ناشتہ تم بنانا۔ میں تمہیں ہدایات دیتی رہوں گی۔ تم بنانا۔" بوا نے سنجیدگی سے کہا۔ رجاء نے تھوک نگلا (بوا تو سیریس ہی ہو گئی)۔

"دیکھو بوا اصل میں بات یہ ہے کہ صبح میرے پاس ٹائم کم ہوتا ہے۔ اس لیے ناشتے سے تو معذرت۔ اور دوپہر کا کھانا تم میرے آنے سے پہلے بنا لیتی ہو۔" رجاء نے ایکسٹرا میٹھی ہوتے ہوئے کہا۔ بوا کے منہ کے زاویے بگڑے۔

"کل دوپہر کا کھانا نہیں بناؤں گی۔ تم خود آ کر بناؤ گی۔ بھئی بوڑھی جان اب کیا کیا کرے۔" بوا نے تو بھئی صاف ہاتھ کھینچ لیے۔

"یہ بوڑھی جان غالباً ابھی سفید بال نظر آنے کے بعد بوڑھی ہوئی ہے۔ ہے ناں؟ اپنا تھوڑا خیال رکھو تو مجھ سے چھوٹی ہی لگتی ہو تم۔" رجاء نے کہا۔

"جو بھی ہے کل کھانا تم بناؤ گی۔ اور ہرگز کھانا باہر سے نہیں آئے گا۔ سمجھیں؟" بوا نے سختی سے کہا۔

"راجر باس! اور کوئی حکم۔" رجاء کو مانتے ہی بنی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شجیعہ اس وقت انتہائی مصروف نظر آرہی تھی۔ آف وائٹ ٹی شرٹ سیاہ جینز پہنے، چہرے پہ چارکول ماسک لگائے ایک کان میں ہینڈز فری گھسائے وہ ناخنوں کو نیل فائلر کی مدد سے تراش رہی تھی۔ ساتھ ہی سنگر کی بھی گانے میں مدد کر رہی تھی۔ تبھی بیل بجی اور اسے اٹھنا پڑا۔

دروازہ کھولتے ہی محب کی چیخ برآمد ہوئی جو کہ سراسر اوور ایکٹنگ تھی۔

"حد ہے بھائی۔ میں ہوں۔ شجیعہ۔" اس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ بولنے سے اس کے

چہرے پر لائینیں بن رہی تھیں۔

"یااللہ رحم!"اس نے دعا کے انداز میں ہاتھ اٹھا کر کہا۔وہ ابھی نماز پڑھ کر آیا تھا اور زیرِلب کچھ پڑھ رہا تھا۔

"بھائی بس بھی کر دیں۔اتنا اوورری ایکٹ کس بات پر کر رہے ہیں۔"شجیعہ حتی المقدور کوشش کر رہی تھی کہ اس کا منہ کم سے کم ملے۔

"حیرت ہے بات خود پوچھ رہی ہے کہ کس بات پر اوورری ایکٹ کر رہا ہوں۔تو بات! میری بات سنو۔آئندہ اس قسم کے stunts میری موجودگی میں نہ کرنا۔ بھئی کچھ بھی ہو سکتا ہے۔"اب وہ اسے چڑا رہا تھا۔

"صاف کر رہی ہوں میں۔اب خوش؟"وہ کہنے کے ساتھ ہی اپنے کمرے میں گئی اور تھوڑی دیر بعد دھلے ہوئے چہرے کے ساتھ آکر صوفے پر بیٹھ گئی۔

"شجی! ایک بات تو بتاؤ۔"وہ بہت سنجیدہ لگ رہا تھا۔

"جی پوچھیں۔"وہ بھی یکدم سنجیدہ ہو گئی۔

" کبھی natural beauty کے بارے میں سنا ہے؟"وہ کہہ کر شجیعہ کے

تاثرات دیکھنے لگا۔

"جی بالکل سنا ہے۔ بلکہ مل بھی چکی ہوں۔" وہ بھی اسی کی بہن تھی۔

"کب؟ کہاں؟" وہ حیران ہوا۔

"ابھی تھوڑی دیر پہلے۔ آئینے میں۔" وہ کہہ کر دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے مسکرا دی۔

"استغفر اللہ!" وہ کہہ کر تھوڑی دیر چپ ہوا۔ پھر بولا۔

"دیکھو بیٹا! مجھے تمہارے فیشن یا میک اپ وغیرہ سے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اگر تم گھر میں رہ کر یہ سب کرتی ہو تو ٹھیک ہے۔ لیکن اگر تم اس طرح باہر جاتی ہو تو مجھے اعتراض ہے۔ میں تمہارا بھائی ہوں، مجھ سے بھی سوال ہوگا۔" وہ سانس لینے کو رکا۔

"اب تم کالج جاتی ہو۔ وہاں میل سٹاف بھی ہے اور فی میل سٹاف بھی۔ ہمیں نہیں پتہ کہ کون کیسی نظر سے دیکھتا ہے۔ چلو تم نظر کو چھوڑو۔۔۔۔۔۔ تم صرف اللہ کا حکم سمجھ کر اپنے پردے کا خیال کرو۔ میں یہ بھی نہیں کہہ رہا کہ تم شرعی پردہ شروع کر دو۔ لیکن جتنا ہم کر سکتے ہیں، اتنا تو ہمیں کرنا چاہیے ناں؟ اور دیکھنا تم خود فرق محسوس

کروگی۔" وہ کہہ کر چپ ہو گیا اور اب شجیعہ کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

ایسا نہیں کہ اس نے پہلے کبھی اس بارے میں اسے سمجھایا نہیں تھا۔ لیکن پہلے وہ صرف مذاق میں ہی اسے باور کرانے کی کوشش کرتا تھا۔ آج وہ سنجیدگی سے اسے سمجھا رہا تھا اور وہ سن بھی رہی تھی۔

شجیعہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بوا ہاتھ میں تسبیح پکڑے کچھ پڑھ رہی تھی جب رجاء ہاتھ میں کچھ سامان پکڑے دروازے سے داخل ہوئی۔

"دروازہ آج بھی کھلا ہوا تھا۔" رجاء نے آتے ہی شکوہ کیا اور سارے شاپرز سامنے میز پر رکھ دیے۔

"میں نے کہا تھا کہ کھانا باہر سے نہیں آئے گا۔ اگر نہیں بنانا تھا تو مجھے بتا دیتی۔ میں خود بنا لیتی۔" بوا نے تسبیح سنٹر ٹیبل پر رکھی اور رجاء پر چڑھ دوڑی۔

"ریلیکس بوا ڈیئر! کھانا میں ہی بناؤں گی۔اور آج ہم بنائیں گے پاستہ!"اس نے اعلان کرتے ہوئے کہا۔

"میں سارا سامان لے آئی ہوں اور یہ مجھے بنانا بھی آتا ہے۔سو نو فکر ایٹ آل الماس رانی۔"اس نے بوا کے گال کی چٹکی بھری۔

"سیکھ چکی تم کوکنگ!"بوا کا تبصرہ بڑبڑاہٹ سے زیادہ نہ تھا۔

"ہاں وہ تو میں اب سیکھ ہی لوں گی۔اور اگر تمہارا خیال تھا کہ میں پہلے ہی دن تمہیں نہاری یا پائے بنا کر کھلاؤں گی تو اپنے خیال کو اپ ڈیٹ کریں اور فی الحال پاستہ ہی کھائیں۔"اس نے عبایا اتارا اور اپنا بیگ اور عبایا کمرے میں رکھنے کے بعد کچن میں گھس گئی۔

بوا کے پاس اب دعا کے علاوہ اور کوئی راستہ نہ تھا۔سو دوبارہ تسبیح لے کر بیٹھ گئی اور تسبیح پڑھنے کے بعد دعا کرنے لگی۔

"بوا پتی نہیں مل رہی۔کہاں رکھی ہے؟"تھوڑی دیر بعد اس نے کچن کے دروازے سے سر نکالا۔

"نہ رجاء ایسا ظلم نہ کر۔ میں خود کھانا بنا لیتی ہوں۔ مگر کوئی مافوق الفطرت ملغوبہ مجھے نہ کھلانا۔" بوا فوراً اٹھی اور کچن کی طرف آئی۔ رجاء ایک ہاتھ کمر پر رکھے اب بوا کو دیکھ رہی تھی۔

"چائے بنانی ہے بھئی۔ سر میں درد ہو رہا ہے۔ اب میں پاستہ میں تو پتی ڈالنے سے رہی۔ اور تمہیں کتنی بار کہا ہے یہ چیزوں کی ترتیب مت بدلتی رہا کرو۔" بوا شرمندہ سی واپس پلٹ گئی۔

"وہ دوسرے کیبنیٹ میں رکھی ہے۔"

"اوور ایکٹنگ!" رجاء بڑبڑائی اور چائے بنانے لگی۔

ابھی وہ چائے کپ میں ڈال رہی تھی کہ اس کا فون بجا۔ کوئی غیر شناسا نمبر تھا۔ اس نے کال اٹھالی اور اس کو اندازہ ہوا کہ اس کو کال نہیں اٹھانی چاہیئے تھی۔

"السلام علیکم! جی کون؟"

"وعلیکم السلام! رجاء کیسی ہو؟" الٹا سوال کیا گیا۔

"کیا آپ بتائیں گے کہ آپ کون ہیں؟" رجاء اپنا نام لیے جانے پر حیران ہوئی تھی۔

ایک تو پہلے ہی سر درد اوپر سے یہ سر درد۔

"میں تمہارا کزن ہوں ڈیئر! تم نے پہچانا نہیں مجھے۔" مقابل انتہائی فراغت سے بیٹھا تھا۔ رجاء "ڈیئر" پر تو تپ ہی گئی۔ اس نے ذہن پر زور ڈالا کہ یہ کونسا کزن نازل ہوا ہے۔

"نہیں! آپ کا نام؟" اس نے تحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

"شہیر۔۔۔۔ شہیر شفاعت خان۔" "لو جی! پہلے باپ کم تھا جو اب بیٹا بھی میدان میں اتر آیا ہے۔

"اوہ شہیر بھائی۔۔۔ اب میں نے آپ کو پہچانا۔ بھابھی کیسی ہیں؟" رجاء نے اپنی طرف سے اسے زچ کرنا چاہا۔ اور وہ کسی حد تک ہو بھی گیا تھا۔

"کونسا بھائی اور کونسی بھابھی؟ میں قطعاً شادی شدہ نہیں ہوں۔ اور تمہارا بھائی بھی نہیں ہوں۔" اس کی آواز میں غصہ در آیا تھا۔

"اوہ ہاں! آپ شادی شدہ نہیں ہیں۔ آپ کی غالباً طلاق ہو گئی تھی۔ ہے ناں بھائی؟" اس نے نہایت شائستہ لہجے میں تائید چاہی۔ بوا اس کی آواز سن کر اب پھر کچن

میں آچکی تھی۔اور اس کو کچھ اشارے کر رہی تھی۔

"بہت معلومات رکھتی ہو میرے بارے میں۔"اس پر تو الٹا اثر ہوا تھا۔رجاء کا تو دماغ گھوم گیا۔لیکن پھر وہی انداز اپنایا۔

"رکھنی پڑتی ہیں بھائی۔ظاہر ہے اب اپنے بھائی کے بارے میں معلومات نہیں رکھوں گی تو اور کس کے بارے میں رکھوں گی۔یہ تو خون کی کشش ہوتی ہے بھائی۔"

"میں تمہیں بعد میں فون کروں گا۔"اس نے فون بند کر دیا۔

"بوا اس کو میرا نمبر کس نے دیا؟"اب وہ بوا سے انوسٹی گیشن کر رہی تھی۔

"تمہاری الماس پھپھو نے۔"بوا سینے پر بازو لپیٹے کھڑی تھی۔

"یعنی حد ہو گئی! مجھے کیا پتہ کس نے دیا ہے؟"بوا نے قدرے خفگی سے کہا اور واپس پلٹ گئی۔

بوا بھی پریشان ہو گئی تھی۔رجاء پھر سے پاستہ (ملغوبہ) بنانے لگی۔وہ سوچ رہی تھی کہ اس سب سے پیچھا کیسے چھڑایا جائے۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شجیعہ اب سکارف کو گلے میں ڈالنے کی بجائے اب سر پر لینے لگی تھی۔ صحیح سے باندھتی نہیں تھی۔ لیکن بہر حال سکارف اب سر پر ہی ہوتا تھا۔اور جینز کی جگہ اب ٹراؤزرز اور شلوار نے لے لی تھی۔

"السلام علیکم رجاء!"اس نے سٹاف روم میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔وہاں ابھی صرف رجاء اور ایک دو اور ٹیچرز بیٹھے تھے۔جو اپنے کام میں مصروف تھے۔رجاء اس کو دیکھتے ہوئے مسکرا دی جو اپنے دوپٹے کو صحیح کر رہی تھی۔ان دونوں میں خاصی دوستی ہو چکی تھی۔

"وعلیکم السلام!آج جلدی آ گئیں۔"رجاء نے کہا۔

"ہاں میں نے سوچا جلدی آنے کا تجربہ بھی کر لیا جائے۔ how does it feel"شجیعہ نے کالج پر احسان جتاتے ہوئے کہا۔ تبھی عمار اندر آیا۔

"السلام علیکم لیڈیز!ہاؤ آر یو؟"عمار ان سے کسی حد تک فرینک تھا مگر بہت ہی مہذب تھا۔

"وعلیکم السلام"رجاء نے جواب دیا۔

"وعلیکم السلام and we'd appreciate if you call us!

girls, not ladies" یہ جواب شجیعہ کی طرف سے آیا تھا۔

"Okay I will take care next time"

اس نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک کتاب لے کر بیٹھ گیا۔ رجاء بھی کوئی کتاب پکڑے بیٹھی تھی۔ غالباً دونوں ہی اپنے لیکچرز تیار کر رہے تھے۔

"رجاء!" شجیعہ رجاء کی طرف کھسکی اور آہستہ سے اسے پکارا۔

"ہاں!" مصروف سا جواب آیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تمہیں نہیں لگتا کہ عمار سر کچھ زیادہ ہی لمبے ہیں۔ انہیں اپنے ساتھ ایک سٹول رکھنا چاہیے جس پر کھڑے ہو کر مقابل بات کر سکے۔ نہیں؟" اس نے تائید چاہی۔ اس کی آواز سرگوشی سے زیادہ نہ تھی۔ ٹیچرز کی آمد کا سلسلہ بھی جاری تھا۔

"ہاں ان کی ہائٹ ماشاءاللہ کافی اچھی ہے۔" رجاء نے توصیفی انداز میں کہا۔

"کچھ زیادہ ہی اچھی ہے۔ ویسے ایک بات تو ماننی پڑے گی۔ بندے بہت کام کے ہیں۔" پہلا جملہ طنزیہ جبکہ دوسرا تعریفی تھا۔

"ہاں سب کی help کرتے ہیں۔اور فی میل ٹیچرز کی بہت عزت کرتے ہیں۔" رجاء نے دل سے کہا۔

"اچھا تم یہ بتاؤ محب سر کیسے لگتے ہیں تمہیں؟" شجیعہ پتہ نہیں کیا جاننا چاہ رہی تھی۔

"محب سر؟ اممم۔۔۔۔The most normal person I have ever met" رجاء نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

"ہیں؟ نارمل مطلب؟" اس نے وضاحت چاہی۔

"مطلب جیسے ایک انسان کو ہونا چاہیے۔نہ زیادہ شوخ، نہ بہت ہی سنجیدہ۔تول کر بولنے والے اور عورتوں کی عزت کرنے والے۔" اس نے وضاحت دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا!۔۔۔۔مجھے تو بہت ڈیسنٹ، سوبر اور ہینڈ سم لگتے ہیں۔گلاسز کافی سوٹ کرتے ہیں انہیں۔" شجیعہ نے اپنا نقطہ پیش کیا۔رجاء کا فون بجا۔فون پر بوا کالنگ لکھا آرہا تھا۔شجیعہ نے دیکھا مگر زیادہ دھیان نہیں دیا۔

"السلام علیکم! جی بوا" رجاء نے چھوٹتے ہی کہا۔اب وہ دونوں سٹاف روم سے نکل کر کاریڈور میں چل رہی تھیں۔

"اچھا ٹھیک ہے اور کچھ لانا ہے؟" شجیعہ نے رجاء کو کہتے سنا۔

"چلیں ٹھیک ہے۔ اللہ حافظ۔" رجاء نے فون بند کر دیا۔

"کس کی کال تھی؟" شجیعہ نے پوچھا۔

"بوا کی۔ آئی مین میری پھپھو کی۔ انہوں نے مارکیٹ سے کچھ سامان منگوانا تھا۔ اسی لئے کال کی۔" رجاء نے اسے بتایا لیکن وہ ابھی بھی کنفیوز تھی۔ (خیر! فارغ وقت میں پوچھوں گی) اس نے دل میں سوچا اور دونوں اپنی کلاس کی طرف بڑھ گئیں۔

"مجھے سمجھ نہیں آتا میں تمہارا کیا کروں۔ اب اس عمر میں تم مجھے ذلیل و خوار کرنے پہ تلے ہوئے ہو۔" شفاعت صاحب اپنے آفس میں بیٹھے شہیر سے مخاطب تھے۔ جو کہ میز کے اس طرف ان کے سامنے بیٹھا تھا۔ گرے ڈنر سوٹ میں وہ روایتی بزنس مین لگ رہے تھے۔ جبکہ شہیر نیلی جینز کے ساتھ ریڈ ٹی شرٹ پر سیاہ جیکٹ پہنے بیٹھا تھا۔

"میں کچھ نہیں جانتا۔ بس آپ کو میری بات ماننی پڑے گی۔" اس نے ضدی بچے کی

طرح کہا۔

"دیکھو شہیر! اگر تمہیں لگتا ہے کہ میں رجاء کو "تم" سے شادی کرنے کے لیے کنونس کروں گا، تو تمہیں بالکل غلط لگتا ہے۔ میں تمہیں ایک اور لڑکی کی زندگی تباہ نہیں کرنے دوں گا۔ اور اس صورت میں تو قطعی نہیں جب وہ لڑکی میری سگی بھتیجی ہے۔ میرے مرحوم بھائی کی بیٹی ہے۔ میرے دل میں پہلے ہی بہت گلٹ ہے۔ اب مجھے مزید پریشان نہ کرو۔" وہ بہت پریشان لگ رہے تھے۔

"گلٹ کس بات کا؟ آپ کو جو صحیح لگا آپ نے وہ کیا۔"

"جو ہمیں صحیح لگتا ہے ہمیشہ وہ صحیح نہیں ہوتا۔ ہم کئی بار خودغرضی سے سوچتے ہیں۔ ہر وہ کام کر گزرتے ہیں جس میں ہمارا مفاد ہو۔ زندگی میں ایک مقام ایسا آتا ہے جب ہماری ماضی کی خودغرضیاں پچھتاوے بن کر سامنے آتی ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ ان پچھتاووں کی دیمک تمہاری زندگی کو بھی کھا جائے۔ اس لیے ہوشمندی سے کام لو۔" انہوں نے سمجھانے کے انداز میں کہا۔

"لیکن ڈیڈ میں اسے بہت پسند کرتا ہوں۔ اس کا بہت خیال رکھوں گا۔ آپ پلیز الماس پھپھو سے بات کریں ناں۔" اس نے لجاجت سے کہا۔

"ہونہہ۔۔۔خیال! جیسے تم نے ثناء کا خیال رکھا تھا سب جانتے ہیں۔اور پسند تو تم اسے بھی کرتے تھے۔پتہ نہیں یہ کیسی پسند ہے تمہاری جو آئے دن بدلی ہوئی ہوتی ہے۔"انہوں نے طنز کیا۔

"میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں اسے کوئی تکلیف نہیں پہنچاؤں گا۔آپ پلیز ایک بار بات تو کریں۔"اس کی سوئی وہیں اٹکی تھی۔

"کیا بات کروں میں؟میں پہلے ہی ان کی نظروں میں خود کو بہت گرا چکا ہوں۔وہ تو مجھ سے اس قدر بدگمان ہو چکی ہیں کہ بات تک کرنے کو تیار نہیں ہیں۔اور رجاء تو یہ سمجھتی ہے کہ میں ان کی بچی کھچی پراپرٹی ہتھیانے کے چکر میں ہوں۔اور رہی بات آپا سے بات کرنے کی۔۔۔۔تو میں آپا سے بات نہیں کر سکتا۔تم یہ بات اپنے ذہن سے نکال دو اور بزنس پر دھیان دو۔"اب کی بار انہوں نے سختی سے کہا۔

"چلیں دیکھتے ہیں۔"وہ کہہ کر چلا گیا۔لیکن شفاعت صاحب کو اس میں چھپا ہوا چیلنج نظر آ رہا تھا۔

شجیعہ ایک ہاتھ میں کافی کا مگ پکڑے بیڈ پر نیم دراز تھی۔اس نے کافی ختم کی اور سائیڈ ٹیبل پر رکھی۔اب وہ ایک کتاب ڈھونڈ رہی تھی۔جو اسے نہیں ملی۔پھر یاد آیا وہ تو محب نے اپنی ملکیت سمجھ کر اپنے پاس رکھ لی تھی۔وہ اس کے کمرے کی طرف چل دی۔ناک کر کے دروازہ کھولا تو اسے سامنے جائے نماز پر نماز پڑھتے ہوئے پایا۔وہ بیڈ پر بیٹھ گئی اور اس کے نماز ختم کرنے کا انتظار کرنے لگی۔کچھ دیر بعد وہ منہ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔

"تمہیں کچھ چاہیئے تھا؟"اس نے شجیعہ کو مخاطب کیا تو وہ چونکی۔

"جی!وہی کتاب چاہیئے تھی جس پر آپ غیر قانونی طور پر قبضہ کیے بیٹھے ہیں۔شاید آپ کو یاد نہ ہو لیکن جس سے کوئی چیز ادھار لی جاتی ہے اسے واپس بھی کی جاتی ہے۔"اس نے مصنوعی سی مسکراہٹ اچھالی۔

"اوہ۔۔۔کیا واقعی؟مجھے واقعتاً یاد نہیں تھا۔خیر تم لے لو وہاں بک شیلف میں رکھی ہے۔"اس نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا بھائی میں ناں ایک بات سوچ رہی تھی "اس نے الجھے ہوئے انداز میں کہا۔

"چلو جی! اب تم نے سوچنا بھی شروع کر دیا۔ ایک وقت میں کتنے کام کرو گی؟ "وہ اسے تنگ کرنے لگا۔

"بھائی آئی ایم سیریئس! مجھے ایک بات تو بتائیں۔" وہ بہت سنجیدہ لگ رہی تھی۔

"جی پوچھیں "اسی کے انداز میں کہا۔

"دیکھیں بھائی! جس طرح ہم کوئی اچھا کام کرتے ہیں، کوئی نیکی کرتے ہیں تو اس کا بدلہ ہمیں ثواب کی صورت میں ملتا ہے۔ یعنی نیکی quantity ہے اور ثواب اس کا SI unit ہے۔ جیسے لمبائی کا میٹر اور وزن کا کلو گرام وغیرہ۔ یا ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ فلاں کام کرو گے تو اتنی نیکیاں ملیں گی، فلاں کام کرو گے تو اتنی۔ لیکن بھائی گناہ کا SI unit کیا ہے؟ ہم یہ سنتے ہیں کہ یہ کام نہ کرو گناہ ہو گا۔ اس کام سے باز رہو، یہ گناہ کے زمرے میں آتا ہے۔ لیکن اس کا کوئی پیمانہ مقرر نہیں ہے۔" وہ اپنی بات کہہ کر چپ ہو گئی۔ محب اب سامنے صوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔ اور وہ اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"تمہیں کس نے کہا کہ گناہ کا پیمانہ نہیں ہے یا تمہاری زبان میں کہوں تو SI unit نہیں ہے۔ گناہ کا پیمانہ عذاب ہے۔" شجیعہ کی ریڑھ کی ہڈی میں سرد لہر دوڑ گئی۔

"نیکی کرو تو ثواب ملے گا اور گناہ کرو تو عذاب ملے گا۔ کیا ہمیں یہ نہیں بتایا گیا کہ اس گناہ کا یہ عذاب ہے؟ ہاں عذاب کو گنا نہیں جا سکتا۔ کیا کوئی عذاب کو گننا بھی چاہے گا؟ اس نے جواب طلب نظروں سے شجیعہ کو دیکھا۔ شجیعہ نے فوراً نفی میں گردن ہلائی۔

"اللہ بہت مہربان ہے۔ اگر ایک آیت میں عذاب کی وعید سنائی گئی ہے تو اس سے اگلی آیت میں مومنوں کے لئے خوشخبری سنائی گئی ہے۔ ہمیں بس یہ جاننا ہے کہ ہم مومن ہیں یا نہیں۔ وہ خوشخبری ہمارے لیے بھی ہے یا کسی اور جماعت کے لیے ہے؟ کیا ہم ان صفات سے عاری ہیں جو مومنوں میں پائی جاتی ہیں؟ اور اگر وہ صفات ہم میں نہیں ہیں تو کیا امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کے ناطے ہمارا یہ فرض نہیں بنتا کہ ہم ان صفات کو اپنے اندر develop کریں۔" وہ اب شجیعہ کی طرف دیکھ رہا تھا۔

شجیعہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تم نے کوئی کتاب لینی تھی؟ دیکھ لو وہاں سے جو چاہیئے لے لو۔" اس نے بک شیلف

کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔شجیعہ اٹھی اور بک شیلف کی طرف آئی۔اسے A tale of two cities چاہیئے تھی جو اس نے پہلے بھی پڑھ رکھی تھی۔اس نے نظر دوڑائی اور اسے مل بھی گئی۔لیکن پھر اسے اوپر والے شیلف میں رکھی قرآن کی تفسیر کی کتابیں نظر آئیں۔(یہ تو میں نے کبھی پڑھی ہی نہیں)۔اس نے مطلوبہ کتاب وہیں رکھی اور اوپر پڑی کتابوں میں سے ایک کتاب لے کر اپنے کمرے میں آ گئی۔محب جو اسے ہی دیکھ رہا تھا، مسکرا دیا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کالج میں سٹاف میٹنگ چل رہی تھی۔کوئی اہم موضوع زیر بحث تھا۔سب میل اور فی میل ٹیچرز جمع تھے۔سب انتہائی سنجیدہ اور منہمک لگ رہے تھے۔حیرت انگیز طور پر شجیعہ بھی

اس وقت محب سر کچھ اہم نقطے ڈسکس کر رہے تھے جب ان کی نظر شجیعہ پر پڑی۔شجیعہ شہادت کی انگلی ناک پر تھوڑا اوپر لے گئی۔جیسے نادیدہ چشمہ ٹھیک کیا ہو۔محب نے فوراً اسی انداز میں اپنا چشمہ ٹھیک کیا۔رجاء چونکہ شجیعہ کے ساتھ ہی بیٹھی

تھی،اس سے یہ حرکت اور شجیعہ کی دبی دبی مسکراہٹ مخفی نہ رہی۔اس نے کندھے اچکائے(سانوں کی)اور پھر سے متوجہ ہو کر سننے لگی۔

میٹنگ ختم ہوئی اور سب ٹیچرز جانے لگے۔

"مس شجیعہ!آپ رکیں ذرا۔آپ سے کچھ پوائنٹس ڈسکس کرنے ہیں۔"رجاء اور شجیعہ جانے لگیں جب سر نے شجیعہ کو روکا۔رجاء چلی گئی۔

"جی سر!"نہایت معصومانہ انداز۔

"آپ کے بارے میں کچھ شکایات ملی ہیں۔"انتہائی سنجیدگی سے کہا گیا۔

"میرے بارے میں؟کیسی شکایات؟"اس نے الجھے ہوئے انداز میں پوچھا۔

"ڈسپلن کے متعلق۔That you are not maintaining discipline in class as well as you are not active in maintaining your department's discipline. Please focus on that.

آئندہ ایسا غیر ذمہ دارانہ رویہ برداشت نہیں کیا جائے گا۔"پرنسپل سر نے بہت سختی

سے تنبیہ کرتے ہوئے کہا۔ وہ چپ چاپ کھڑی سنتی رہی۔

"Got it?"

"Yes sir!"

"You may go now."

اس نے شکایتی نظروں سے ایک نظر سر کو دیکھا اور اپنا نادیدہ چشمہ درست کرتی باہر نکل آئی۔

"خود کردہ را علاجِ نیست (اپنے کیے کا کوئی علاج نہیں)" سر نے خود کلامی کی۔

اسے اب رجاء کو ڈھونڈنا تھا جو کہ یقیناً اسی کا انتظار کر رہی تھی۔

رجاء لائبریری میں بیٹھی ہوئی تھی۔ شجیعہ کو میسج کر دیا تھا کہ لائبریری میں آ جائے۔ شجیعہ کچھ برے موڈ کے ساتھ لائبریری میں داخل ہوئی۔ وہاں مختلف ٹیبلز پر سٹوڈنٹس بیٹھے مطالعہ کر رہے تھے۔

"کیا ہوا؟" رجاء نے بہت آہستہ آواز میں پوچھا۔

"کچھ نہیں یار۔ ڈسپلن پرابلمز۔ مس شجیعہ پلیز فوکس آن دیٹ۔" اس نے منہ کے زاویے بگاڑتے ہوئے کہا۔ رجاء ہنس دی۔

"چلو باہر چلتے ہیں" اس نے رجاء کو ہاتھ پکڑ کر اٹھایا اور باہر کو چل دی۔

"اچھا ایک بات تو بتاؤ تم نے کبھی اپنے گھر والوں کے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔ سو میں نے بھی نہیں پوچھا۔ اس دن تمہاری بوا کی کال آئی تو مجھے ان کے بارے میں پتہ چلا۔" وہ اب کاریڈور میں چل رہی تھیں۔

"اچھا! تو تمہیں شروع سے بتاتی ہوں۔" وہ دونوں گراؤنڈ میں ایک بینچ پر جا کر بیٹھ گئیں۔

"بوا جو ہیں وہ میری پھپھو ہیں۔ میرے ابا تین بہن بھائی تھے۔ دو بھائی اور ایک بہن۔ ابا سب سے بڑے تھے، پھر بوا اور پھر شفاعت چچا۔ ان کی تعلیم کے لیے دادا جان گاؤں سے یہاں شفٹ ہو گئے۔ میرے ابا کی ارینجڈ میرج تھی لیکن کافی سے زیادہ خوشحال اور پرسکون تھی۔ بوا جب یونیورسٹی گئیں تو وہاں کسی لڑکے کو یہ پسند

آ گئیں۔ بوا کو اس بارے میں پتہ نہیں تھا۔ انہوں نے رشتہ بھیجا اور اتفاق سے وہ دادا جان کے دور پار کے رشتہ دار نکل آئے۔ شاید دادا جان کے کزن کا بیٹا تھا۔ سو ان کو کوئی اعتراض نہیں ہوا۔ سب راضی تھے سوائے شفاعت چچا کے۔ انہوں نے باقاعدہ محاذ کھڑا کر لیا۔ وہ اس بات کو غیرت کا مسئلہ بنا چکے تھے۔ بہت فضول بولے۔ گھر کی بیٹی کے لیے اب اس کے کالج سے رشتے آئیں گے اور بھی پتہ نہیں کیا کیا۔" وہ ایک کہانی کی طرح بتا رہی تھی جو کہ کسی بات کو بتانے کا بہترین طریقہ ہے۔ قرآن میں بھی تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں کہانیوں کے ذریعے ہی بہت سے مسائل کا حل بتایا ہے۔

"خیر بوا کی شادی ہو گئی۔ اب شفاعت چچا کی باری تھی۔ انہوں نے اپنے آپ کو فرمانبردار ظاہر کرتے ہوئے دادا جان اور دادی جان کو لڑکی ڈھونڈنے کا اعزاز عطا کیا۔ دادی جان نے خاندان سے ہی لڑکی پسند کی اور چچا کی شادی کر دی۔ بس پھر کیا تھا۔۔۔ چچی کے آنے کی دیر تھی گھر میں لڑائی جھگڑے شروع ہو گئے۔ چچا علیحدہ گھر کا مطالبہ کرنے لگے۔ اور علیحدہ گھر بنا کر وہاں رہنے لگے۔" رجاء نے آواز کے ساتھ سانس خارج کی جیسے کہہ رہی ہو "جان چھوٹی"۔ شجیعہ بہت انہماک سے اس کی بات سن رہی تھی۔

"بوا کا ایک بیٹا تھا۔اور وہ کافی خوش تھی۔سب تقریباً ٹھیک ہی چل رہا تھا۔لیکن وقت کی ایک خامی یہ ہے کہ یہ بدل جاتا ہے۔پھر بوا کے شوہر کو کوئی اور لڑکی پسند آ گئی۔بوا اس خوش فہمی میں تھی کہ وہ اپنے شوہر کی جتنی فرماں بردار ہے اور اس سے محبت کرتی ہے،اسے کوئی اور لڑکی پسند نہیں آ سکتی۔مشرقی عورتیں اپنی ساری زندگی خود کو کچھ pet sentences کا یقین دلاتے ہوئے گزار دیتی ہیں۔جیسے "وہ مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں"۔بوا نے بھی یہی غلطی کر دی۔اچھی خاصی پڑھی لکھی تھی لیکن شوہر کو پڑھ نہیں سکی۔"شجیعہ بہت غور سے سن رہی تھی۔

"بوا کے شوہر نے ان سے دوٹوک بات کی کہ وہ ان کے ساتھ نہیں رہ سکتے۔وہ دوسری شادی کرنا چاہتے ہیں۔بوا نے کہا کہ انہیں دوسری شادی پر کوئی اعتراض نہیں مگر وہ انہیں اپنے ساتھ ہی رہنے دیں۔لیکن ایسا ہو نہیں سکا۔

تمہیں پتہ ہے شجیعہ! اگر مرد کے دل میں سے آپ کی محبت ختم ہو جائے خاص طور پر جب وہ مرد آپ کا شوہر ہو،تو وہ عورت کے لیے آدھی موت ہوتی ہے۔

پھر وہ آہستہ آہستہ بوا کے ساتھ سخت رویہ اپنانے لگے۔کیونکہ بوا انہیں چھوڑنے کو تیار نہیں تھیں۔پھر ایک دن وہ دوسری شادی کر کے اپنی بیوی سمیت گھر آ گئے۔اور کچھ

دن بعد بوا کو طلاق دے دی۔اس وقت بوا کا بیٹا شاید تین یا چار سال کا تھا۔جمال نام تھا اس کا۔

بوا کے شوہر نے ان سے ان کا بیٹا بھی چھین لیا۔اور بوا خالی ہاتھ تہی داماں پھر سے اپنے ابا کے گھر آ بیٹھی۔دادا جان دادی جان نے ان کی دوسری شادی کرنے کی بہت کوشش کی لیکن انہوں نے صاف انکار کر دیا۔شفاعت چچا نے اس موقع پر بھی خوب فتنہ کھڑا کیا۔کہنے لگے "یہ سب لو میرج کا نتیجہ ہے۔اگر یہ لو میرج نہ ہوتی تو طلاق بھی نہ ہوتی۔اور کرو پسند کی شادیاں وغیرہ وغیرہ"۔

یہ وہی وقت تھا جب میری پیدائش ہوئی۔بوا نے اپنی ساری توجہ مجھ پر مرکوز کر دی۔ہماری کافی دوستی ہو گئی تھی۔اماں سے زیادہ میں بوا کے پاس رہتی تھی۔اماں مجھے بوا کہنے پر ڈانٹتی تھیں۔کہتی تھیں پھپھو کہا کرو اور آپ جناب کر کے بات کیا کرو۔لیکن ایسی عادت مجھے اب تک نہیں پڑی۔"رجاء کہہ کر خود ہی ہنس دی۔

"پھر دادا جان کی ڈیتھ ہو گئی اور ان کے پیچھے دادی جان کی بھی۔ہماری فیملی اور چھوٹی ہو گئی۔وقت گزرتا رہا۔ہم بہت آرام سے زندگی گزار رہے تھے۔اماں کی اور بوا کی بہت بنتی تھی۔بالکل سگی بہنوں کی طرح۔ان دونوں کی عمر میں بھی کچھ خاص فرق

نہیں تھا۔ لیکن پھر کچھ آٹھ دس سال پہلے اماں اور ابا کا ایک ایکسیڈنٹ میں انتقال ہو گیا۔ اور میں اور بوا ایک دوسرے کا سہارا رہ گئیں۔ "شجیعہ کو زبردست جھٹکا لگا تھا۔

"اماں اور ابا کے بعد ہمیں کچھ مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ شفاعت چچا سوئم کے بعد نہیں آئے۔ بوا کو ایک دوبار ان کے ہاں جانا پڑا۔ مدد کے لیے۔ کیونکہ گھر میں صرف ہم دونوں عورتیں تھیں۔ میں تب پڑھتی تھی اور بوا سارا دن گھر میں ہوتی تھی۔ تب چند ایک ایسے واقعات ہوئے کہ ہمارا گھر سے نکلنا مشکل ہو گیا۔ میں کالج جاتی تو مجھے سٹاک کیا جاتا۔ گھر میں بوا کو پریشان کیا جاتا۔ ہم نے شفاعت چچا سے بات کی تو وہ رخ پھیر گئے۔ کہنے لگے سیکیورٹی گارڈ رکھ لو۔ میرے پاس اتنا وقت نہیں کہ تم لوگوں کی حفاظت کے انتظامات کرتا پھروں۔ ہم نے جیسے تیسے وہ دن گزارے۔ وقت کی ایک خوبی یہ ہے کہ یہ گزر جاتا ہے۔ وہ وقت بھی گزر گیا۔ اب میں اور بوا دونوں سکون سے رہ رہی ہیں۔ "اس نے سرد آہ بھری اور شجیعہ کو دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں پانی ٹھہرا ہوا تھا۔ لیکن مسکرا دی۔

"یہ تھی میری اور بوا کی کہانی۔ "وہ خود بھی مسکرا دی۔

"چلیں؟ "اس نے شجیعہ سے کہا اور دونوں اپنے بیگ اٹھائے چل پڑیں۔

عصر کا وقت تھا۔ رجاء نے اپنی جائے نماز تہ کر کے رکھی اور تسبیح ہاتھ میں پکڑے کچھ پڑھنے لگی۔ جب پڑھ چکی تو کمرے سے باہر نکلی اور گھر کا طائرانہ جائزہ لیا۔ بوا ابھی شاید اپنے کمرے میں نماز پڑھ رہی تھیں۔ وہ ہال میں آگئی اور صوفے پر بیٹھ کر بوا کا انتظار کرنے لگی۔ تھوڑی دیر بعد بوا اس کے پاس آکر بیٹھ گئیں۔ رجاء نے دیکھا بوا کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔

"بوا ایک بات بتاؤں۔ یہ جو نمکین پانی ہوتا ہے نا اس کے بہت فائدے ہوتے ہیں۔ اس سے بہت کیمیکلز بنتے ہیں۔ صابن وغیرہ بنانے میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ زخموں کے ٹھیک ہونے میں مدد کرتا ہے۔ تو آئندہ جب بھی رونا اپنے ساتھ ایک بالٹی ضرور رکھ لینا۔ بھئی تمہارے رونے کا کچھ تو فائدہ ہو۔ اپنا تو تم نقصان ہی کرتی ہو۔" وہ ہلکے پھلکے انداز میں کہہ رہی تھی۔ بوا نے اسے گھوری سے نوازا۔

"اب میں نے ایسا بھی کچھ نہیں کہا۔ ویسے تم رو رو کر تھکتی نہیں۔ تمہارے رونے سے سب واپس نہیں آجائیں گے۔" ایسا لگ رہا تھا کہ رجاء بوا سے بڑی ہے اور بوا چھوٹی۔

"گئے ہوؤں کے لیے تو دعا ہی کرتی ہوں۔ لیکن جو زندہ ہے اور مجھے پتہ ہے کہ زندہ

ہے۔اس کا سوچتی ہوں تو آنسو رکتے ہی نہیں۔" بوا افسردہ سی بولی۔

"اپنے بیٹے کی بات کر رہی ہو؟ بوا وہ بے چارہ تو تب بہت چھوٹا تھا۔اب تو شاید اسے تم یاد بھی نہ ہو۔تم خوامخواہ اپنے آنسو ضائع کرتی رہتی ہو۔" رجاء بات شروع کر کے اب خود پچھتا رہی تھی۔کیونکہ بوا مزید اداس ہو گئی تھی۔

"ساڑھے چار سال کا تھا وہ تب۔میں مان ہی نہیں سکتی کہ میں اس یاد نہ ہوں۔میری محبت یاد نہ ہو۔کوئی اپنی ماں کو بھی بھول سکتا ہے؟میں نہیں مانتی۔لیکن میں یہ مانتی ہوں کہ میں اس سے ضرور ملوں گی۔یوسف علیہ السلام بھی تو اپنے بچھڑے ہوؤں سے ملے تھے نا۔" بوا کہہ کر چپ ہو گئی۔کچھ دیر خاموشی رہی۔رجاء اب کوئی اور موضوع ڈھونڈ رہی تھی کیونکہ بوا کی اداسی اسے بھی برداشت نہیں تھی۔

"بوا آج رات کا کھانا میں بناؤں؟"اس نے پرجوش ہو"میں بنا چکی ہوں۔" برجستہ جواب آیا۔

"اچھا! بوا کل میرے ساتھ پارلر چلو گی؟"اس نے ہزار بار کا پوچھا ہوا سوال ایک بار پھر دہرایا۔اسے پتہ تھا بوا کیا جواب دے گی۔

"نہیں! قطعاً نہیں۔ تم جو بھی کہہ لو میں اپنا چہرہ چھلوانے پر راضی نہیں ہو سکتی۔" بوا نے زبردست احتجاج کیا۔ بوا کی اداسی پر اب غصہ غالب آ گیا تھا۔

"تم سے چہرہ چھلوانے کو کوئی نہیں کہہ رہا۔ ذرا اپنے ہاتھوں پیروں کو دیکھو۔ بندہ کبھی مینی کیور پیڈی کیور ہی کروالیتا ہے۔ اپنے بال دیکھو کیسے خشک ہو رہے ہیں۔ میں تمہارے چہرے کو کسی کو ہاتھ بھی نہیں لگانے دوں گی۔ پلیز ایک بار مان جاؤنا۔" رجاء نے ایک اور کوشش کی۔

"نہیں میں نے کہہ دیا نا نہیں۔ مجھے جیسا اللہ نے بنایا ہے، میں ایسے ہی ٹھیک ہوں۔" بوا نے سختی سے کہا۔

"استغفر اللہ! بوا میں تمہاری پلاسٹک سرجری کروانے کو نہیں کہہ رہی۔ اور اللہ نے جو نعمتیں دی ہیں ان کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔ اب چپ چاپ کل میرے ساتھ چلنا۔" رجاء نے آخری جملہ سختی سے ادا کیا۔

"دیکھو رجاء میری بات۔۔۔۔۔۔"

"کوئی بات وات نہیں سنوں گی۔ پھپھو جان! میری پیاری الماس پھپھو جان! کہ کل

آپ میرے ساتھ چل رہی ہیں اور یہ فائنل ہے۔ ٹھیک ہے؟" بوا کی بات درمیان میں کاٹتے ہوئے رجاء نے حد درجہ معصومیت سے کہا۔ اور اندازِ تخاطب ایسا تھا کہ بوا کو ماننتے ہی بنی۔

"چلو ٹھیک ہے۔" بوا مان ہی گئی۔

"واؤ! گریٹ جاب رجاء! مشن امپاسبل کو پاسبل کر ہی لیا۔" اس نے اپنے کندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔

اگلے روز وہ دونوں بیوٹی پارلر میں تھیں۔ رجاء نے گھر سے ہی بوا کو بتایا تھا کہ وہ اسے پارلر چھوڑ کر کچھ ضروری شاپنگ کے لیے چلی جائے گی۔ اب وہ اس لڑکی سے بات کر رہی تھی جس نے بوا کا چہرہ چھیلنا تھا۔ بوا کرسی پر بیٹھی ان دونوں کو بات کرتے دیکھ رہی تھی۔ رجاء اس لڑکی کو مینی کیور، پیڈی کیور اور ایک دو فیس ٹریٹمنٹ کا کہہ کر چلی گئی۔

وہ جیسے ہی باہر نکلی دھوپ نے اس کا زبردست استقبال کیا۔ اوائل اگست کے دن تھے

لیکن گرمی ایسی کہ الامان الحفیظ۔ خیر اب جانا تو تھا ہی۔ وہ فٹ پاتھ پر چلنے لگی کہ کوئی رکشہ یا ٹیکسی وغیرہ مل جائے۔ جلد ہی اسے ایک رکشہ نظر آیا۔ اس نے رکشے کو روکا اس میں بیٹھی اور مارکیٹ کا رخ کیا۔

تقریباً ایک گھنٹے بعد اسے پھر اسی مصیبت کا سامنا تھا۔ ہاتھوں میں شاپنگ بیگز پکڑے وہ کسی رکشے یا ٹیکسی کے انتظار میں تھی۔ سیاہ عبایا اور سیاہ نقاب میں وہ گرمی کو کچھ زیادہ ہی محسوس کر رہی تھی۔ وہ وہیں فٹ پاتھ پر کھڑی تھی کہ ایک کار آکر رکی۔ اس نے ایک نظر کار کو دیکھا اور پھر رکشے وغیرہ کا انتظار کرنے لگی۔

تبھی کار کا شیشہ نیچے ہوا۔

"ایکسکیوز می! کیا میں آپ کی مدد کر سکتا ہوں؟" نہایت شائستہ لہجے میں پوچھا گیا۔ رجاء نے تھوڑا جھک کر دیکھا۔ کار میں محب سر تھے اور اسی سے مخاطب تھے کیونکہ وہاں کوئی اور نہیں تھا۔

"نہیں سر تھینک یو۔ میں خود چلی جاؤں گی۔" اس نے نہایت مہذب طریقے سے کہا۔

"اوہ مس رجاء آپ؟ آئیں میں آپ کو ڈراپ کر دیتا ہوں۔" اس نے اپنائیت بھرے

لہجے میں کہا۔

نہیں سر۔" please don't bother. اس نے کہا۔

"دیکھیں گرمی بہت زیادہ ہے۔آپ کب تک یہاں کسی ٹرانسپورٹ کا انتظار کرتی رہیں گی۔آپ گاڑی میں بیٹھیں۔میں آپ کو چھوڑ دیتا ہوں۔"اس نے اصرار کیا۔

"سر آپ پلیز زحمت نہ کریں میں خود۔۔۔۔۔"رجاء بات کر رہی تھی کہ اس کا فون بجا۔اوپر بیوٹیشن کا نمبر لکھا آرہا تھا۔اس نے متوقع حملے کے پیشِ نظر فوراً فون اٹھالیا۔ دوسری طرف بوا حضور تھیں۔رجاء چند قدم پیچھے ہٹ کر فون سننے لگی۔

ءرجاء یہ کیا کہہ رہی ہے؟میں نے تم سے کہا تھا ناکہ میں چہرے کو ہاتھ نہیں لگانے دوں گی۔"بوا غصے میں لگ رہی تھی۔

"دیکھو پلیز ایک بار جو یہ کہہ رہی ہے کر لو۔میں بس ابھی تھوڑی دیر میں آتی ہوں۔"رجاء نے بوا کو بہلانے کی کوشش کی۔

"تمہارے آنے تک وہ بھلے میرے چہرے کا نقشہ بگاڑ دیں۔"بوا ابھی ٹھنڈی نہیں ہوئی تھی۔

رجاء کی ہنسی چھوٹ گئی۔ محب جو ابھی تک اس کے جواب کا انتظار کر رہا تھا، اس کے ہنسنے پر اس کی طرف دیکھے گیا۔

"دیکھو پہلے ہی سورج نے میری آدھی انرجی چوس لی ہے۔ اب تم پلیز میری بچی کھچی انرجی ضائع مت کرو۔ جیسے یہ کہہ رہی ہیں کروالو۔ میں بس ابھی آتی ہوں۔" اس نے کہہ کر فون بند کر دیا اور سر کی طرف متوجہ ہوئی۔

"سر آپ پلیز زحمت نہ کریں۔ ابھی کوئی رکشہ ٹیکسی وغیرہ آتا ہے تو میں چلی جاؤں گی۔" اس نے پھر وہی بات کی۔ اسے سر کے ساتھ جانا اچھا نہیں لگ رہا تھا۔

"دیکھیں آپ خواہ مخواہ تکلف کر رہی ہیں۔ بیٹھ جائیں۔ آئی سوئیر میں آدم خور نہیں ہوں۔" اس نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا۔

"نہیں سر ایسی بات نہیں ہے۔ آپ پلیز جائیں۔ میں آپ کے ساتھ نہیں جا سکتی۔" اس نے حد درجہ سنجیدگی سے کہا۔

محب نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا اور گاڑی آگے بڑھا دی۔ تقریباً دس منٹ بعد اسے ایک ٹیکسی میسر آئی۔ وہ شکر ادا کرتے ہوئے ٹیکسی میں بیٹھی اور پارلر کی جانب رخ کیا۔

"چلو اب بس بھی کر دو۔ایسا بھی کیا غصہ؟"رجاء بوا سے مخاطب تھی جو کہ ابھی تک ناراض تھی یا ناراض نظر آنے کی اداکاری کر رہی تھی۔

"کھانا تو کھا لو۔ کھانے کا کیا قصور؟"وہ دونوں ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھی تھیں اور رجاء کا آرڈر کیا ہوا کھانا کھا رہی تھیں۔

"دیکھو ذرا کیسا نکھرا نکھرا سا چہرہ لگ رہا ہے۔ہاتھ پاؤں بھی بہت اچھے لگ رہے ہیں۔اور بال پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت ہو گئے ہیں۔میں تو کہتی ہوں مہینے میں ایک آدھ بار پارلر کا چکر لگا ہی لیا کرو۔"رجاء نے میاں مٹھو بنتے ہوئے ایک اور کوشش کی۔

"لگا ہی نہ لوں میں پارلر کا چکر! کیا حشر کر دیا ہے میرے چہرے کا۔ چلو ہاتھ پاؤں تک تو ٹھیک تھا لیکن چہرہ۔۔۔۔۔۔"بوا کو الگ ہی افسوس نے گھیرا ہوا تھا۔

"بوا تمہیں پتہ ہے تم کتنی خوبصورت لگ رہی ہو؟ خیر خوبصورت تو پہلے ہی ہو ظاہر ہے رجاء کی پھپھو جو ہوئیں۔ لیکن خوبصورتی کو بھی حفاظت کی ضرورت ہوتی ہے۔ sometimes beauty needs ornaments اب اگر تم

نے پارلر جانے کے نقصانات کے بارے میں اپنی بیش قیمت رائے کا اظہار کیا تو پھر دیکھنا۔" وہ باقاعدہ کھڑے ہو کر کمر پر ہاتھ رکھے کہہ رہی تھی۔

"اچھا ٹھیک ہے نہیں کرتی میں اپنی رائے کا اظہار۔" بوا نے منہ کے زاویے کچھ حد تک بگاڑے۔ رجاء بیٹھ گئی۔ اب وہ کھانے کی طرف متوجہ تھیں۔

"تم کیا کالج میں بھی یونہی رہتی ہو؟ میرا مطلب ہے ایسے ہی کفن پھاڑ کر بولتی ہو؟" بوا کے یوں کہنے پر رجاء کو ہنسی آگئی۔

"بوا رانی! تم کبھی مجھے کالج میں دیکھو تو سہی۔ تم مجھ سے ہی پوچھو گی سنیں مجھے مس رجاء سے ملنا ہے کیا آپ میری مدد کر دیں گی؟" اس نے اپنے مخصوص شائستہ لہجے میں کہا۔

"چلو یہ بھی ٹھیک ہے۔ ورنہ میں تو ان بچیوں کے حق میں دعائیں کرتی رہتی تھی جو بیچاری تم سے پڑھتی ہیں۔" بوا مطمئن ہوتے ہوئے بولی۔

"کچھ دعائیں میرے لئے بھی رکھ لیا کرو۔" رجاء نے شکایتی انداز میں کہا۔

"ہوں" یک لفظی جواب۔

"کیا ہوں؟ ویسے اب اگلے مہینے کا کیا پلان ہے؟ چلیں پھر؟" رجاء نے پوچھا۔

"کہاں؟" بوا حیران ہوئی۔

"چہرہ چھلوانے۔" رجاء کہنے کے ساتھ ہی ہنس پڑی۔ بوا کو پہلے تو غصہ آیا لیکن پھر وہ بھی ہنس دی۔

"مے آئی کم ان سر؟" وی پرنسپل آفس کے دروازے کے باہر کھڑی تھی۔ اجازت ملنے پر اندر آگئی۔ ریوالونگ چیئر پر سر بیٹھے تھے اور ان کے سامنے میز کی دوسری جانب مس زینیہ مسلسل اپنی لٹ کو کان کے پیچھے اڑسنے کی ناکام کوشش کر رہی تھیں۔ مس زینیہ سائیکالوجی ڈیپارٹمنٹ سے تھیں۔

"سر آپ نے بلایا تھا؟" اس نے کھڑے کھڑے ہی پوچھا۔ سر نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ زینیہ نے ایک نظر اسے دیکھا اور اب اس کی توجہ کا مرکز اپنے ناخن تھے۔

"آپ کو تو پتہ ہے کہ ۔۔۔۔۔۔" وہ بات کر رہے تھے کہ ان کا فون بجا۔ انہوں نے نمبر دیکھا، مسکرائے، اور بلا تاخیر فون اٹھالیا۔

"ارے نہیں یار۔ایسی بات نہیں ہے۔ تمہیں تو پتہ ہے اتنا ٹائم ہی کہاں ہوتا ہے۔ لیکن انشاءاللہ میں آنے کی پوری کوشش کروں گا۔ وعدہ نہیں کرتا۔" چند رسمی کلمات کے بعد محب نے کہا۔ وہ شاید اپنے کسی دوست سے بات کر رہا تھا۔

رجاء ٹیبل پر پڑی چیزوں کو دیکھنے لگی۔اس نے محسوس کیا کہ زینیہ مسلسل سر کی طرف دیکھے جا رہی تھی۔اس نے ایک نظر زینیہ کو دیکھا جس کی نظروں کا ارتکاز اب بھی نہیں ٹوٹا تھا۔ رجاء گود میں رکھے اپنے ہاتھوں کو دیکھنے لگی۔

"نہیں وہ تو میں نے مذاق میں کہہ دیا تھا۔ لیکن آپس کی بات ہے وہ تھی خالص حقیقت۔" وہ کہہ کر اب ہنس رہا تھا۔ زینیہ بھی مسکرا دی۔ رجاء عجیب مخمصے میں تھی۔اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا سر نے بلایا کیوں ہے اگر اتنی لمبی فون کال ہی سننی تھی۔اس پہ مستزاد زینیہ کی نمائشی مسکراہٹیں اور سارے آفس میں پھیلی اس کے کلون کی خوشبو۔

"کس بشنود یا نشنود من گفتگوئے می کنم (کوئی سنے یا نہ سنے میں تو اپنی بات کہہ دیتا ہوں)" زینیہ کو سمجھ آئی یا نہیں لیکن مسکراتی رہی۔اب سر نے الوداعی کلمات کے ساتھ فون بند کیا۔اور ان کی طرف متوجہ ہوئے۔

"آئی ایم سوری کال تھوڑی لمبی ہو گئی۔ مجھے آپ سے سینڈ اپس کے بارے میں ڈسکس کرنا تھا۔ مس رجاء! چونکہ عمار کچھ دن کے لیے absent رہیں گے۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ انگلش ڈیپارٹمنٹ کو آپ سپر وائز کریں۔ آپ اپنی نگرانی میں ٹیسٹ کنڈکٹ کروائیں۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ ڈسپلن کو ملحوظ خاطر رکھا جائے گا۔ اور کسی قسم کی بد نظمی نہیں ہو گی۔" وہ اب رجاء کی طرف جواب طلب نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

"جی سر انشاءاللہ" I'll try my level best !

اس نے عزم سے کہا۔

اب سر زینیہ سے مخاطب تھے۔ وہ اجازت لے کر باہر چلی آئی۔ وہ ابھی سے سینڈ اپس کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ اور اپنے ذہن میں لائحہ عمل ترتیب دینے لگی تھی۔

"میں نے سنا ہے آپ کچھ دنوں کی leave پر جا رہے ہیں۔ خیریت تو ہے؟" انگلش ڈیپارٹمنٹ کے سارے ٹیچرز جمع تھے۔ جب شجیعہ نے عمار سے پوچھا۔ انداز شرارتی

تھا۔

"خیریت ہی ہے۔بس کچھ مسائل ہیں اسی لیے جارہاہوں۔"عمار نے کچھ سنجیدہ سا جواب دیا۔

"میری چھٹی حس اشارہ دے رہی ہے کہ عمار شادی وادی کررہاہے۔"فرقان نے چھیڑتے ہوئے کہا۔

"ابھی میرا شادی کا کوئی ارادہ نہیں۔اپنی چھٹی حس کو فی الحال آرام کرنے دو۔"عمار نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں بھئی شادی سے پہلے بھی بہت سی رسومات ہوتی ہیں۔ منگنی و نگنی اور پتہ نہیں کیا کیا۔اب ہمیں کیا پتہ موصوف کس رسم کی ادائیگی کے لیے جارہے ہیں۔"محسن نے بھی اپنا حصہ ڈالا۔

"اس سب کے لیے ایک عدد لڑکی بھی چاہئیے ہوتی ہے۔اور آپ سب کی اطلاع میں مؤدبانہ سی عرض ہے کہ میرے ابا کے ایک کزن کی طبیعت ان دنوں کافی خراب ہے۔ان کا اپنا کوئی بیٹا نہیں جو انہیں روز روز علاج کے لیے لے جا سکے۔تو ابا نے مجھے

ان کے پاس چند دن رہنے کو کہا ہے۔میں نے مصروفیت کا بہانہ بنانا چاہا لیکن who cares" عمار نے اپنی طرف کی روداد سنائی۔

"ویسے جا کہاں رہے ہو؟"اب کی بار فرقان نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"کشمیر جا رہا ہوں۔"

"اووووووووہ کشمیییییییر!"سب کا مشترکہ اوہ نکلا تھا۔

"عمار صاحب بچ کے رہیئے گا۔کشمیر کا حسن کسی کو اپنی گرفت میں نہ لے،ایسا ہو نہیں سکتا۔" محسن نے ناصحانہ انداز اپنایا۔

"چلیں اب شادی والا مسئلہ بھی حل ہو جائے گا۔"شجیعہ دور کی کوڑی لائی تھی۔رجاء اس سب میں خاموش تماشائی بنی بیٹھی تھی۔وہ صرف مسکرانے پر اکتفاء کیے ہوئے تھی۔

"سوچ ہے آپ کی!"عمار نے کہا۔

"چلو دیکھتے ہیں اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔"فرقان نے کہا۔تبھی بیل بجی اور ان کو اپنا دربار برخاست کرنا پڑا۔

"بھائی! آپ ناشادی کرلو۔" وہ دونوں بیٹھے ٹی وی دیکھ رہے تھے جب شجیعہ نے کہا۔

"کیوں؟ تمہیں اچانک یہ خیال کیوں آیا؟" محب نے ٹی وی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیوں کا کیا مطلب۔ شادی تو کرنی ہی ہوتی ہے ناں۔ اور مجھے یہ خیال کوئی اچانک نہیں آیا۔ پہلے بھی کافی دفعہ کہہ چکی ہوں آپ سے۔ وہ الگ بات ہے آپ میری دانشمندانہ باتوں پر کم ہی دھیان دیتے ہیں۔" اس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ محب نے ٹی وی بند کیا اور رخ اس کی طرف موڑ لیا۔

"دانشمندانہ باتیں اور تم؟ کمال ہے تم نے کبھی بتایا نہیں تم دانشمندانہ باتیں بھی کرتی ہو۔" وہ اسے چڑانے کا کوئی موقع جانے دیتا ایسا ممکن نہیں تھا۔

"ہا۔۔۔ہا۔۔۔ہا۔۔۔ہا۔۔۔" شجیعہ نے وقفے وقفے سے مصنوعی قہقہہ لگایا۔

"ویری فنی! اس وقت بات شادی کی ہو رہی ہے تو پلیز آپ بات مت بدلیں۔ بھائی پلیز شادی کرلیں نا۔" اس نے بچوں کی سی منت کی۔

"شادی کر لیں۔ شادی کر لیں۔ میں ابھی شادی نہیں کرنا چاہتا۔۔۔"

"اور بعد میں کوئی آپ سے شادی نہیں کرنا چاہے گا۔ بھائی یہی عمر ہوتی ہے شادی کی۔ اب میں ماؤں کی طرح ڈانٹ نہیں سکتی ورنہ خوب ڈانٹتی۔" اس نے محب کی بات اچک کر کہا۔

"تو اماں جی آپ کو یہ بھی پتہ ہو گا کہ شادی کے لیے ایک عدد لڑکی بھی درکار ہوتی ہے۔ یوں ہی نہیں شادی ہو جاتی۔" محب نے کہا۔ شجیعہ کو فوراً عمار کی بات یاد آئی۔ وہ مسکرا دی۔

"ویسے لڑکی ڈھونڈنا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ ذرا اپنے ارد گرد تو دیکھیں۔" اس نے مبہم سی بات کی۔

"اس بات سے تمہارا کیا مطلب ہے؟"

"ہائے! کوئی کیسے نہ قربان ہو جائے اس معصومیت پہ۔۔۔ بھائی آپ اتنے معصوم تو ہیں نہیں کہ آپ کو اتنی سی بات سمجھانا پڑے۔ خاصے سمجھدار ہیں۔ اب اگر پھر بھی آپ کو سمجھ نہیں آئی تو آپ کا کچھ نہیں ہو سکتا۔" اس نے اکتا کر کہا۔

"اصل میں بات یہ ہے کہ میں نہیں چاہتا کہ جب میری بیوی آئے تو روز نند بھاوج کی جنگ ہو۔اس لیے پہلے تمہاری شادی کروں گا پھر اپنے بارے میں سوچوں گا۔" اس نے ہلکے پھلکے انداز میں کہا۔

"افففففف!" اس نے ماتھے پر ہاتھ مارا۔ "بھائی آپ تو اس طرح کی باتیں مت کریں۔میری شادی جب ہونی ہو گی ہو جائے گی۔میری شادی کو بہانہ مت بنائیں۔آپ یہ جو typical بھائیوں کی طرح پہلے میرے فرض سے سبکدوش ہونا چاہتے ہیں نا،اس کی فکر چھوڑ دیں اور اپنے بارے میں سوچیں۔" اس نے بہت آرام سے اپنا مدعا بیان کیا۔ان دونوں کی کافی زیادہ انڈر اسٹینڈ نگ تھی۔اس لیے کسی قسم کی جھجک نہیں تھی۔وہ اپنی ہر بات کھل کر اپنے بھائی سے کر سکتی تھی۔

"اور ایک راز کی بات بتاؤں؟ ہم دونوں کی بہت اچھی دوستی ہے۔ہماری جنگ نہیں ہوا کرے گی۔آپ بے فکر رہیں۔" وہ کہہ کر خود وہاں سے چلی گئی۔محب وہیں بیٹھا مسکرا دیا۔

کالج میں ایگزامز شروع ہو چکے تھے۔اور رجاء بہت سمجھداری سے

سب manage کررہی تھی۔اس کو پوری شدت سے عمار سر کی مصروفیات کا اندازہ ہورہا تھا۔

"یار تم یہ کیا گھن چکر بنی ہوئی ہو۔ کبھی ادھر تو کبھی ادھر۔ عمار سر خود تو وہاں موجیں کررہے ہوں گے۔ تمہیں یہاں الجھا گئے۔"شجیعہ نے اسے پکڑ کر ایک کرسی پر بٹھاتے ہوئے کہا۔

"ان کی مجبوری نہ ہوتی تو وہ کبھی نہ جاتے۔اور مجھے اس سب سے کوئی خاص مسئلہ نہیں ہے۔"I am perfectly fine"اس نے رسان سے جواب دیا۔آج کے پیپر کا وقت ختم ہوگیا تھا اور اس وقت تقریباً تمام سٹوڈنٹس جا چکے تھے۔وہ دونوں ایگزام ہال میں ہی بیٹھی تھیں۔رجاء نے اپنا ڈھیلا ہوتا حجاب پھر سے پن اپ کیا۔

"یار رجاء! تمہیں گرمی نہیں لگتی؟ایک تو اتنی گرمی اوپر سے تم نے اتنا ٹائٹ حجاب کیا ہوتا ہے۔مجھے تو دیکھ کر ہی کچھ ہوتا ہے۔"شجیعہ نے کہا۔رجاء اس کی بات سن کر ہلکا سا ہنسی۔

"گرمی آخر کب تک رہے گی۔موسم بدل رہا ہے۔ویسے بھی مجھے گرمی نہیں لگتی۔یہ تو میرا زادِ راہ ہے۔"اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"زادِ راہ؟"شجیعہ نے بھنویں سکیڑتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں زادِ راہ۔دیکھو زادِ راہ کا کیا مطلب ہے۔رختِ سفر، سفر کا سامان ہے ناں؟ یہ میرے سفر کا سامان ہے۔اس دنیا سے اس دنیا تک کے سفر کا۔دیکھو قرآن پاک میں اللہ نے ہمیں بتایا ہے

" بے شک تقویٰ بہترین زادِ راہ ہے"

تقویٰ یعنی اللہ کا ڈر۔ہم ہر اس کام سے بچیں جس سے اللہ کی ناراضی کا احتمال ہو۔اور ہر وہ کام کرنے کی کوشش کریں جس سے اللہ راضی ہوتا ہے۔اللہ کو راضی کرنے والے کاموں میں تمام عبادات آ جاتی ہیں۔کچھ عبادات ہم پر فرض ہیں جیسے ارکانِ اسلام وغیرہ۔کچھ عبادات ہم اللہ کی محبت میں کرتے ہیں۔ہم جس سے محبت کرتے ہیں اس کی ناراضی مول لینے کا سوچ بھی نہیں سکتے۔اس کو خوش کرنے کے لیے ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔اب اگر محبوب کوئی خواہش ظاہر کرے تو ہم پوری کوشش کرتے ہیں کہ اس کی خواہش پوری ہو جائے۔اور اگر محبوب کوئی حکم دے تو؟۔۔۔۔ ہم فوراً حکم بجالاتے ہیں۔ہم اس کام کو احسن طریقے سے کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔کیونکہ ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔اب جب اللہ نے اتنے واضح حکم دیئے

ہوئے ہیں، تو ہم کیسے ان احکام کی نافرمانی کر سکتے ہیں اگر ہم اللہ سے محبت کرتے ہیں "تو"۔۔۔۔۔۔۔اور حجاب بھی انہی احکام میں سے ایک ہے۔" وہ بہت سکون سے بہت شائستہ لہجے میں بول رہی تھی اور شجیعہ بہت غور سے اس کی باتیں سن رہی تھی۔

"اور ان احکام کو مان لینے میں ہمارا ہی فائدہ ہے۔ ہماری عبادات سے ہمیں ہی فائدہ ہوتا ہے۔ اللہ تو بڑا بے نیاز ہے۔۔۔۔۔۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ء"اور رہی بات حجاب کی تو۔۔۔ تو یہ عورت کو بہت اعتماد دیتا ہے۔ اس کی نسوانیت کے وقار کو برقرار رکھتا ہے۔ ایک طرح سے ہمیں محفوظ بھی کرتا ہے۔ جس طرح عورت کے لیے خود اعتمادی، بولڈنیس اور بیوٹی آف کریکٹر ضروری ہے، ٹھیک اسی طرح حجاب بھی ضروری ہے۔ اور حجاب محض یہ ایک کپڑے کا ٹکڑا نہیں۔ حجاب کے معانی بہت وسیع ہیں۔" وہ اپنی بات ختم کر کے مسکرائی۔ شجیعہ بھی مسکرا رہی تھی۔ اسے اپنی اور رجاء کی دوستی پر فخر ہوا تھا۔

"Thank you Rija for being my friend"

اس نے رجاء کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں دباتے ہوئے کہا۔

تبھی شجیعہ کے موبائل فون کی بیپ بجی۔ان دونوں کو وقت کا احساس ہی نہیں ہوا تھا۔ موبائل چونکہ میز پر پڑا تھا اس لیے دونوں کی نظر بیک وقت پڑی۔اوپر چشماٹو مرزا کالنگ لکھا آرہا تھا۔چشماٹو مرزا کے آگے چشمے پہنے ایموجی بنا تھا جو کسی بات پر ہنس رہا تھا۔شجیعہ نے فوراً فون اٹھایا۔

"جی بھائی"

"جی جی بس آرہی ہوں۔"

"وقت کا پتہ ہی نہیں چلا برو۔میں بس ابھی آئی۔"شجیعہ نے کہہ کر فون بند کر دیا۔

"بھائی کا فون تھا۔وہ کب سے باہر کھڑے ہیں۔کل ملتے ہیں۔اللہ حافظ !"وہ کہنے کے ساتھ ساتھ اپنی چیزیں بھی سمیٹ رہی تھی۔اس سے مل کر باہر کو بھاگی۔

"Sample"

رجاء نے خود کلامی کی۔وہ بھی گھر جانے کی تیاری کر رہی تھی۔

وہ کچھ دنوں سے محسوس کر رہی تھی کہ اس کا پیچھا کیا جارہا ہے۔آج بھی وہ جب وین

سے اتر کر گھر کو جا رہی تھی اسے لگا کوئی اس کے پیچھے چل رہا ہے۔اس نے مڑ کر دیکھا لیکن پیچھے کوئی نہیں تھا۔اس نے سر جھٹکا۔خیر وہ گھر پہنچی۔بوا بہت فرصت سے لاؤنج میں صوفے پر بیٹھی تھیں اور غزل سے لطف اندوز ہو رہی تھیں۔

خبرم رسیدہ امشب کہ نگار خواہی آمد

(مژدہ سنا ہے کہ آج رات تو آئے گا)

"السلام علیکم "اس نے سلام جھاڑا۔

"وعلیکم السلام! آ گئیں ؟"بوا نے سلام کا جواب دیتے ہوئے پوچھا۔پتہ نہیں ہماری مائیں ایسے سوال کیوں پوچھتی ہیں۔جب ہم سالم ان کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں۔

"نہیں ابھی کہاں۔شاید کل تک آ جاؤں۔"اس نے سنجیدگی سے کہا۔بوا اس کی شکل دیکھنے لگیں۔مطلب کچھ بھی۔بیک گراؤنڈ میں غزل چل رہی تھی۔

سر من فدائے راہے کہ سوار خواہی آمد

(میرا سر ان راہوں میں قربان ہو جن سے تیری سواری گزرے گی)

بہ لبم رسیدہ جانم تو بیا کہ زندہ مانم

(میری جان لبوں پر آگئی ہے تو آ کہ میں زندہ ہو جاؤں)

"بوا! چچا یا شہیر وغیرہ کا کوئی فون تو نہیں آیا؟" اس نے سرسری سا پوچھا۔

"نہیں کیوں؟ کچھ ہوا ہے کیا؟" بوا پریشان ہو گئی تھی۔

"ایسے ہی پوچھ رہی ہوں۔ ہممم۔۔۔ شاید ان کو عقل آگئی ہے۔" انداز اب بھی غیر سنجیدہ ہی تھا۔ حالانکہ اب وہ قدرے پریشان ہو گئی تھی۔ لیکن بوا کو بتانا اس نے مناسب نہیں سمجھا۔ بوا اب پھر غزل کی طرف متوجہ ہو چکی تھی۔ وہ اپنے کمرے میں گئی اور تھوڑی دیر بعد فریش ہو کر بوا کے ساتھ ہی آ کر بیٹھ گئی۔

پس ازاں کہ من نمانم بہ چہ کار خواہی آمد

(میرے مرنے کے بعد تو آیا تو تیرا آنا کس کام کا)

"بوا ڈارلنگ! تم نا یہ غزلیں نہ سنا کرو۔" اس نے شکایتی انداز میں کہا۔

"کیوں بھئی اب تمھیں اس پہ بھی اعتراض ہے۔" بوا کو اس کا مشورہ بالکل بھی پسند نہیں آیا تھا۔

یار من بیا۔۔۔۔۔۔۔ یار من بیا۔۔۔۔۔۔۔۔

(میرے یار آ۔۔۔۔۔۔میرے یار آ۔۔۔۔)

"نہیں اعتراض نہیں ہے۔بس تمہاری یہ غزلیں سن کر مجھے کبھی کبھی ایسا لگنے لگتا ہے کہ میں بھی کسی نادیدہ محبوب کے فراق کے غم میں بیٹھی ہوئی ہوں۔"اس نے اداس سی شکل بنا کر کہا۔بوا ہنس پڑی۔

"اس میں غزل کا نہیں بلکہ تمہارے اپنے دماغ کا قصور ہے۔"بوا نے کہا۔

"اب اس میں اس بیچارے کا کیا قصور ہے؟ہماری شخصیت پر ہمارے ماحول کا بہت زیادہ اثر ہوتا ہے۔اس لیے تو آزاد خیال ماحول میں پیدا ہونے والے بچے تخلیقی صلاحیتوں کے مالک ہوتے ہیں اور تنگ نظر ماحول میں پرورش پانے والے بچے کچھ متعصب ہوتے ہیں۔ان کے معاشرے کے حوالے سے اپنے ہی کچھ تعصبات ہوتے ہیں۔ environment matters, dear اب جب مجھے روز روز کوئی ایسی ہی غزل سننے کو ملے گی تو میرے خیالات بھی تو ایسے ہی ہوں گے ناں!"سنجیدگی سے بات کرتے ہوئے آخر میں اس نے بوا کو چھیڑنا لازم سمجھا۔

"تم جس ماحول میں رہتی ہو وہاں ایک خاتون اعلیٰ قسم کا کھانا بھی بناتی ہے۔تم نے اس چیز کا کبھی کوئی اثر لیا؟"بوا نے جوابی وار کیا۔

"بالکل لیا ہے۔ سو فیصد لیا ہے۔ اور اس بات کا اس سے زیادہ کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ میں اس خاتون کے ہاتھ کا بنا ہوا کھانا پورے ذوق و شوق سے کھاتی ہوں۔" اس نے فخریہ کہا۔

"تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا۔" بوا نے تبصرہ کیا۔

"Thanks for the compliment"

رجاء نے تھوڑا جھک کر ستائش وصول کی۔ بوا نے سر جھٹکا اور کھانا لگانے چلی گئی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"نہیں ڈیڈ! آپ کو کیوں ایسا لگتا ہے کہ میں ابھی بھی ان کے پیچھے پڑا ہوں۔ اور ان کو کوئی نقصان پہنچانا چاہتا ہوں۔ خیر نقصان تو میں نے کبھی نہیں پہنچانا چاہا۔" شفاعت صاحب اس کے کمرے میں موجود تھے۔ ان کے سوالوں سے تنگ آ کر اس نے کہا۔

"پتہ نہیں کیوں لیکن تمہاری باتوں پر یقین کرنا مشکل ہے میرے لیے۔" انہوں نے اسے جانچتی ہوئی نظروں سے دیکھا۔

"آپ کو اپنی اولاد پر یقین نہیں ہے اور اس۔۔۔۔۔ اس بھتیجی پر یقین ہے۔ پتہ نہیں کیا

اول فول بکواس کی ہے اس نے آپ کے سامنے کہ آپ اپنے ہی بیٹے کو کٹہرے میں کھڑا کیے ہوئے ہیں۔"اس نے غصہ دباتے ہوئے کہا۔

"اس نے مجھے کچھ بھی نہیں کہا۔ تمہیں لگتا ہے کہ مجھے تمہارا کریکٹر سرٹیفکیٹ کسی اور سے لینے کی ضرورت ہے؟اور یقین کی بات کرتے ہو۔۔۔یقین تو میں تم پر تب کروں اگر تمہاری حرکتوں سے واقف نہ ہوں۔میں تمہاری رگ رگ سے واقف ہوں۔

مجھے بتاؤ تم کیا پلاننگ کر رہے ہو؟"انہوں نے انتہائی غصے سے کہا۔ شہیر خاموش رہا۔

"اب اگر تم نے آپا یار جاء کو تنگ کرنے کی کوشش کی تو انجام کے ذمے دار تم خود ہو گے۔"انہوں نے حتمی لہجے میں کہا۔

"دیکھیں ڈیڈ! میرے پاس اتنا فضول وقت نہیں ہے کہ ان کو تنگ کرنے کے منصوبے بناتا پھروں۔اور مجھے بتائیں میں ایسا کیوں کروں گا؟"اس نے اکتا کر کہا۔

"وجہ تو اب تم خود بہتر جانتے ہو۔میں تمہیں ایک بار پھر کہہ رہا ہوں میں ایسی کوئی غلطی برداشت نہیں کروں گا۔"انہوں نے انگلی اٹھاتے ہوئے کہا۔

"آپ یہ سب کس بناء پر کہہ رہے ہیں؟"اس نے ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر

پوچھا۔

"میں کوئی بات بے بنیاد نہیں کیا کرتا۔حارث سے مل چکا ہوں میں۔تم شاید بھول گئے تھے لیکن حارث کو سیلری میں ہی دیتا ہوں۔ تمہیں ایک بار پھر وارن کر رہا ہوں۔" وہ کہہ کر چلے گئے۔

شہیر غصے سے حارث کا نمبر ملانے لگا۔

وہ اس وقت کلاس لے رہی تھی جب اس نے محب اور زینیہ کو دروازے کے سامنے سے گزرتے دیکھا۔زینیہ تو حسبِ عادت دانتوں کی نمائش کر رہی تھی۔ جبکہ محب نے مسکرانے پر اکتفا کیا ہوا تھا۔اس نے کلاس لی اور کلاس لینے کے بعد اسٹاف روم میں آ کر بیٹھ گئی۔رجاء ابھی کلاس لے کر نہیں آئی تھی اس لیے وہ مس ماہین کے ساتھ باتیں کرنے لگی۔کچھ دیر بعد رجاء بھی آ گئی اور ان کے ساتھ محوِ گفتگو ہو گئی۔وہ کلاسز شیڈول کے متعلق کوئی مسئلہ ڈسکس کر رہی تھیں۔کچھ دیر گزری تو ماہین چلی گئی۔رجاء نے محسوس کیا کہ شجیعہ مسلسل کچھ سوچ رہی ہے۔

"کیا بات ہے تم کچھ پریشان لگ رہی ہو۔" رجاء نے اس کے تاثرات جانچتے ہوئے کہا۔

"نہیں پریشان تو نہیں ہوں۔ بس کچھ کنفیوز ہوں۔" اس نے الجھے ہوئے انداز میں کہا۔

"کیا کنفیوژن ہے؟" اس نے پوچھا۔

"یار تم نے نوٹس کیا ہے کہ آج کل مس زینیہ کے پرنسپل آفس میں بہت چکر لگ رہے ہیں اور وہ اکثر محب سر کے ساتھ پائی جاتی ہیں۔" اس نے ناک چڑھا کر کہا۔

"کچھ خاص دھیان تو میں نے نہیں دیا۔ لیکن ایک دو بار جب میں آفس میں گئی تو زینیہ پہلے سے وہاں موجود ہوتی ہیں۔" اس نے سرسری سا کہا۔

"تمہیں اس بات سے کیوں پرابلم ہو رہی ہے؟" اس نے مسکراہٹ دباتے ہوئے شجیعہ کو چھیڑا۔

"تو اور کس کو ہو گی؟ تمہیں پتہ ہے شجیعہ شادی شدہ ہیں؟" شجیعہ نے اس کے چھیڑنے کا اثر لیے بغیر کہا۔

"کیا واقعی؟ مجھے نہیں پتہ تھا کہ وہ شادی شدہ ہیں۔" وہ جی بھر کے حیران ہوئی تھی۔

"اکیچولی نہیں۔ وہ شادی شدہ تھیں اب نہیں ہیں۔ان کے شوہر نے ڈائیوورس دے دی تھی۔"شجیعہ نے بیزاری سے کہا۔

"اوہ اچھا! تم مجھے یہ بتاؤ کہ تمہیں کیا بات پریشان کر رہی ہے؟ زینیہ کا آفس کے چکر لگانا یا محب سر کا زینیہ سے ہنس کر باتیں کرنا؟ وہ ابھی بھی موڈ میں تھی۔

"مجھے تو دونوں باتیں ہی پریشان کر رہی ہیں۔ لیکن اگر زینیہ اپنے اطوار درست کر لیں تو مسئل خود ہی حل ہو جائے گا۔ کیونکہ سر کی نیچر ایسی نہیں ہے۔"اس نے سنجیدگی سے کہا۔

"شجیعہ تم تو واقعی سیریئس ہو۔ تمہیں نہیں لگتا ہمیں اس معاملے سے دور رہنا چاہیئے۔"رجاء نے اپنی رائے دی۔

"نہیں مجھے نہیں لگتا۔ اگر یہ بات ہم نے نوٹس کی ہے، تو باقی سب نے بھی کی ہو گی۔ اور یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔اور میں تو سوچ رہی تھی کہ زینیہ یا سر سے دو ٹوک بات کروں۔"شجیعہ خلاف عادت کچھ زیادہ ہی سنجیدہ تھی۔

"تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے؟ کیا کہو گی تم ان سے؟"رجاء نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"مجھے نہیں پتہ میں کیا کہوں گی۔ لیکن اس مسئلے کو ختم تواب میں ہی کروں گی۔" اس نے اٹل لہجے میں کہا۔ رجاء بس اس کا منہ دیکھتی رہ گئی۔ وہ حیران ہو رہی تھی کہ شجیعہ پرائے پھڈے میں ٹانگ کیوں اڑا رہی ہے۔ لیکن شجیعہ بھی پھر شجیعہ تھی۔ جو ٹھان لیا وہ تواب کرنا ہی تھا۔

کالج آف ہو چکا تھا۔ وہ دونوں اسٹاف روم میں تھیں۔ رجاء عبایا پہنے نقاب کیے اپنا بیگ اور موبائل پکڑے کھڑی تھی۔ جبکہ شجیعہ نقاب کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ وہ دو تین بار کوشش کر چکی تھی لیکن اس کا نقاب یا تو بہت لوز ہو جاتا یا بہت ٹائٹ ہو جاتا۔ اس نے نقاب اتارا اور چادر کو ہی ایسے سیٹ کر لیا کہ اس کے چہرے کا زیادہ تر حصہ چھپ گیا تھا۔

"خواہ مخواہ اتنا وقت ضائع کیا اپنا بھی اور تمہارا بھی۔ پہلے ہی ایسے کر لیتی۔" اس نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کوئی بات نہیں! آج ٹھیک نہیں ہوا تو کل ہو جائے گا۔ لیکن ہو جائے گا۔" رجاء نے خلوص سے کہا تو شجیعہ مسکرا دی۔ اور اپنا بیگ کندھے پر ڈالا۔ فون پکڑنے لگی

اور۔۔۔۔۔۔

"لے! میرا فون؟"فون غائب تھا۔شجیعہ پریشان ہوگئی۔اس نے بیگ میں دیکھا،ادھر ادھر ڈھونڈا لیکن فون ندارد۔رجاء بھی ڈھونڈ رہی تھی اور ساتھ ہی اپنے سیل فون سے اس کے فون پر کال کررہی تھی۔کچھ لمحوں کی تاخیر کے بعد کال پک ہوگئی۔اس نے شجیعہ کو اشارہ کیا۔

"السلام علیکم! مس شجیعہ اپنا سیل فون یہاں میرے آفس میں ہی چھوڑ گئی ہیں۔" محب سر کی آواز تھی۔رجاء نے اوکے کہہ کر فون بند کردیا۔اور شجیعہ کو بتایا۔

"چلو شکر ہے۔ویسے میرا سیل فون آفس میں کیسے گیا کیونکہ جہاں تک مجھے یاد ہے میں نے اپنا فون۔۔۔۔"وہ انتہائی اطمینان سے کھڑی کہہ رہی تھی۔کہ رجاء نے اس کی بات کاٹی۔

"تمہیں نہیں لگتا کہ تمہیں اب فون لے آنا چاہئیے اور گھر کے لیے نکلنا چاہئیے۔کیونکہ بقول تمہارے پہلے ہی بہت وقت ضائع ہوچکا ہے۔"وہ زچ ہورہی تھی۔

"اوہ ہاں اللہ حافظ!"اس نے کہا اور نکل گئی۔رجاء بھی گھر کے لیے نکل گئی۔

وہ آفس میں پہنچی تو محب صاحب ٹیبل کے اس پار کھڑے تھے۔اور سامنے ٹیبل پر اس کا فون پڑا تھا۔وہ سکون سے جا کر ٹیبل کے پاس کھڑی ہو گئی۔

"یہ یہاں کیسے آیا؟"اس نے موبائل فون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ویسے تو ہر چیز کی انفارمیشن رکھتی ہو۔تمہیں نہیں پتہ کہ ایک نئی ایپلیکیشن لانچ ہوئی ہے جس کے ذریعے موبائلز ایک جگہ سے دوسری جگہ اڑ کر چلے جاتے ہیں۔اسی ایپلیکیشن کے تحت تمہارا موبائل یہاں آگیا۔۔۔۔پاگل!"محب نے سنجیدگی سے طنز کرتے ہوئے آخر میں تبصرہ کیا۔

"لیکن میں نے تو ایسی کوئی ایپ انسٹال ہی نہیں کی۔تو پھر؟"وہ بھی اسی کی بہن تھی۔ کہہ کر زبردستی مسکرائی۔تبھی وہاں زینیہ آئی۔

"وہ میرے کچھ پیپرز نہیں مل رہے تھے۔مجھے یاد آیا وہ آفس میں رہ گئے ہیں۔بس وہی لینے آئی ہوں۔"ان دونوں کو دیکھ کر وہ ٹھٹکی لیکن مسکراتے ہوئے وضاحت دی۔

"کوئی بات نہیں مس زینیہ! آج کل سب کی چیزیں یہاں غلطی سے رہ جاتی ہیں۔میرا موبائل فون بھی یہیں رہ گیا تھا اور میں ڈھونڈتی پھر رہی تھی۔وہ تو مجھے ابھی پتہ چلا کہ

یہ اڑ کر یہاں آیا ہے۔" شجیعہ نے ہلکے پھلکے انداز میں کہا۔ پہلی بات زینیہ کو اور دوسری بات محب کو جتاتے ہوئے کہی۔ زینیہ ہلکا سا ہنسی۔ شجیعہ تھوڑا آگے بڑھی اور ٹیبل کے دوسری طرف جاکر محب کے بازو میں ہاتھ ڈال کر بولی۔

" چلیں؟ مجھے لگتا ہے اب ہمیں چلنا چاہیئے۔ اللہ حافظ مس زینیہ!" اس نے مسکرا کر کہا اور محب کے ساتھ باہر نکل گئی۔ زینیہ وہیں ہکا بکا کھڑی رہ گئی۔

" آسکر وننگ پرفارمینس تھی تمہاری۔" وہ دونوں لاؤنج میں بیٹھے تھے اور دن کے واقعے کو یاد کر کے ہنس رہے تھے۔

" ویسے میں آپ سے ناراض ہوں۔ آپ نے کیوں زینیہ کو اتنا فری ہونے کا موقع دیا؟" اس نے خفگی سے کہا۔

" میں نے کب موقع دیا۔ میں تو اپنی سی پوری کوشش کرتا رہا ہوں کہ موصوفہ باز آجائیں۔ لیکن نہیں۔" وہ سخت بیزار تھا۔

" اصل میں ایسے لوگ دوسروں کی اٹینشن چاہتے ہیں۔ اگر گھر میں ان کو اٹینشن نہیں

ملتی تو وہ باہر کوشش کرنے لگتے ہیں۔ زینیہ کا بھی شاید یہی مسئلہ تھا۔" اس نے نیم سنجیدہ ہو کر کہا۔

" جانے دیں بھائی! ایسے لوگ اتنا میک اپ اور آرائشی انتظامات نہیں کر کے آتے۔ اور وہ اچھی خاصی میچور خاتون ہیں۔ ایک شادی بھگتا چکی ہیں۔ ان کی پلاننگ کچھ اور ہی تھی۔" اب کہ شجیعہ کے لہجے میں زینیہ کے لیے ناپسندیدگی واضح تھی۔

" اچھا! چلو چھوڑو۔ ہمیں کیا لینا دینا ان کی پرسنل لائف سے۔ ہمارا مسئلہ تو حل ہو گیا نا!" محب نے کہا۔

" ہمم! مسئلہ تو میں نے ہی حل کیا ہے۔ اس سب کا کریڈٹ تو مجھے ہی جاتا ہے۔ مانتے ہیں کہ نہیں؟" اس نے میاں مٹھو بننے کے سارے ریکارڈ توڑتے ہوئے کہا۔

" جی جی مانتا ہوں۔ بالکل مانتا ہوں۔ آسکر ہر کسی کو تو نہیں دے دیا جاتا۔" اس نے تسلیم کیا تھا۔

" اچھا بھائی اب یہ بتائیں کہ اس سے کب بات کرنی ہے؟ مجھے یقین ہے کہ اس کو یہی لگ رہا ہو گا کہ آپ زینیہ میں انٹرسٹڈ ہیں۔" وہ بالکل سنجیدہ ہو چکی تھی۔

"تم کس "اس" کی بات کر رہی ہو؟ میں کچھ سمجھا نہیں۔ کس سے کیا بات کرنی ہے؟" محب نے انجان بنتے ہوئے کہا۔

"واہ کیا شانِ بے نیازی ہے! بھائی آپ اتنا معصوم بننے کی کوشش نہ ہی کیا کریں۔ گھنے میسنے!" شجیعہ نے اس کو نیا خطاب دے ڈالا۔

"اچھا چلو دیکھتے ہیں کیا کرنا ہے۔ ویسے تمہیں ان کی فیملی کے بارے میں تو پتہ ہی ہو گا۔"

"ہاں! اس کے پیرنٹس کی ڈیتھ ہو چکی ہے۔ وہ اپنی پھپھو کے ساتھ ہی رہتی ہے۔ اس کی پھپھو سے ہی بات کرنی ہو گی۔" شجیعہ کے اندر کا بزرگ جاگ چکا تھا اور وہ انتہائی قسم کی سنجیدگی سے بات کر رہی تھی۔

"کیا؟ ان کے پیرنٹس نہیں ہیں۔ وہ دونوں گھر میں اکیلی رہتی ہیں؟ so brave of them" محب واقعتاً حیران ہوا تھا۔ وہ دل ہی دل میں ان کے اعتماد اور ہمت کا معترف ہوا تھا۔

"بھائی دو لوگ اکیلے کیسے ہو سکتے ہیں؟ خیر آپ بتائیں آپ اس سے کب بات کر رہے

ہیں؟"شجیعہ نے کہا۔

"شجی! مجھے ایک بات بتاؤ۔ تمہارے دل میں یہ خیال کیسے آیا کہ مجھے رجاء سے ہی شادی کرنی چاہیئے؟ مطلب تمہیں وہی کیوں پسند آئی؟" یہ سوال وہ کب سے پوچھنا چاہتا تھا۔

"بھائی آپ کو اپنے سوال کی تصحیح کرنے کی ضرورت ہے۔اس سارے قصے میں میں کہاں سے آ گئی۔ میں صرف اس کی دوست ہوں۔ مجھے یہ شادی وادی کا خیال کبھی نہ آتا مگر مسئلہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بہت سی صلاحیتوں سے نوازا ہے۔اور نہ چاہتے ہوئے بھی میری ہر چیز پر نظر ہوتی ہے۔ اگر آپ کالج میٹنگز میں بہانے بہانے سے رجاء کو مخاطب نہ کرتے، اگر آپ کے انگلش ڈیپارٹمنٹ کے اتنے چکر نہ لگتے، اور اگر آپ کے فون میں سارے سٹاف کی تصویر میں سے صرف ایک چہرے کی تصویر crop نہ ہوئی ہوتی تو شاید مجھے پتہ نہیں چلتا۔"شجیعہ نے تمام انکشافات سے پردہ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"اب آپ مجھے یہ بتائیں کہ میرے دل میں یہ خیال کیسے نہ آتا کہ میرا چشماٹو بھائی رجاء کے عشق میں گوڈے گوڈے ڈوب چکا ہے۔اور اسے رجاء سے ہی شادی کرنی

چاہیے۔"اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ محب دم بخود رہ گیا۔اس نے نہیں سوچا تھا کہ شجیعہ ایسی جاسوسی کر سکتی ہے۔اپنی حیرانی کو اس نے ایک سیکنڈ کے اندر چھپایا۔

"ان تمام انکشافات سے تم کیا بات ثابت کرنا چاہ رہی ہو؟"اس نے بظاہر سنجیدگی سے پوچھا۔

"وہی جس کا اعتراف کرنے سے آپ کترا رہے ہیں۔اوبھائی مان جائیں یار! دیٹ یولو رجاء۔"اس نے بچوں کے سے انداز میں کہا۔

"اچھا وہ سب چھوڑو۔تمہیں ان کے گھر کا ایڈریس معلوم ہے؟اس نے شجیعہ کا سوال یکسر نظر انداز کر دیا۔

"جیسے آپ کو پتہ ہی نہیں۔آپ مجھے اتنا معصوم نہ سمجھیں جتنا آپ خود کو ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔سب جانتی ہوں کہ آپ صاحب نے ہر چیز کا ریکارڈ رکھا ہوا ہے۔"شجیعہ کو تو پتنگے ہی لگ گئے۔

"اچھا تو اب تم مجھ سے کیا چاہتی ہو؟"اس نے ڈھٹائی سے بات آگے بڑھائی۔

"اففففففف! میں کیا اتنی دیر سے دیواروں سے باتیں کر رہی ہوں۔بھائی جان آپ

سے ہی بات کر رہی تھی اور یہی کہہ رہی تھی کہ اس اللہ کی بندی کو بتا دیں کہ آپ اس کی محبت میں پور پور ڈوب چکے ہیں۔"اس نے باقاعدہ ہاتھ جوڑ دیئے۔ محب نے مسکراتے ہوئے اس کے ہاتھ کھولے۔

"چلو دیکھتے ہیں!"وہ کہہ کر اپنے کمرے میں چلا گیا۔اور شجیعہ وہیں ماتھا پیٹتی رہ گئی۔اب یہ نیّا بھی اسے ہی پار لگانی تھی۔

وہ آج معمول سے پہلے ہی اٹھ گئی تھی۔ابھی فجر میں کافی وقت تھا۔وہ فریش ہو کر آئی اور بیڈ پر بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر یونہی بیٹھی رہی۔ پھر اٹھی اور کچن میں گئی۔ فریج میں سے کیک لیا اور چھری، ماچس اور ایک موم بتی لے کر کمرے میں آ گئی۔ یہ سب چیزیں اس نے ٹیبل پر رکھیں۔الماری میں سے اماں ابا کی تصویر کا فریم نکال کر ٹیبل پر اس طرح رکھا کہ تصویر کا رخ اس کی اپنی طرف تھا۔وہ ٹیبل کے سامنے زمین پر بیٹھ گئی۔ موم بتی جلائی اور اس تصویر کو دیکھے گئی۔ آج تین ستمبر تھی۔اس کی سالگرہ کا دن تھا۔وہ آٹھ سال سے اپنی سالگرہ ایسے ہی مناتی تھی۔ہاں ابوا کچھ اہتمام ضرور کیا کرتی تھیں۔اس تصویر کو دیکھتے دیکھتے اس کی آنکھوں کے آگے دھند چھا گئی اور گرم سیال ایک روانی

سے اس کی آنکھوں سے بہنے لگا۔اس نے پھونک مار کر موم بتی بجھائی اور کیک کاٹنے لگی۔

"ہیپی برتھڈے ٹومی !ہیپی برتھڈے ٹومی !ہیپی برتھڈے ڈئیر پرنسس !ہیپی برتھڈے۔۔۔۔۔۔"اور وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔اس کے ابا اسے ہمیشہ رجاء پرنسس کہہ کر بلاتے تھے۔اور وہ خود بھی کبھی خود کو ایسے ہی مخاطب کرتی تھی۔دروازے کے باہر کھڑی بوا بھی رو رہی تھیں۔

"اچھا ٹھیک ہے اب نہیں روتی۔"تھوڑی دیر بعد وہ آنسو صاف کرتے ہوئے بولی۔پھر اس نے کیک کا ایک ٹکڑا کاٹ کر اپنی پلیٹ میں ڈالا اور وہیں بیٹھ کر کھانے لگی۔

"اماں آپ کو پتہ ہے یہ کیک بوا نے رات کو بیک کیا تھا۔مجھ سے چھپا کر اور میں نے ہمیشہ کی طرح اس کا سرپرائز خراب کر دیا۔اب وہ ضرور ناراض ہونے کی ایکٹنگ کرے گی۔"وہ کہہ کر خود ہی ہنس دی۔باہر کھڑی بوا بھی نم آنکھوں سے مسکرائی۔

"جو بھی کہو مگر اپنی الماس کے ہاتھ میں ذائقہ بہت ہے۔۔۔۔۔۔اچھا اچھا۔۔۔۔پھپھو جان کے ہاتھ میں ذائقہ بہت ہے۔"اس نے یوں اپنی غلطی کی تصحیح کی جیسے اماں

نے الماس کہنے پر ڈانٹا ہو۔بوا مسکراتے ہوئے اپنے کمرے میں چلی گئی۔

"ابا آپ کی پرنسس آپ کو بہت یاد کرتی ہے۔بظاہر خود کو آپ کی طرح مضبوط ظاہر کرتی ہے لیکن ہے نہیں۔" وہ جیسے کسی اور کی شکایت کر رہی تھی۔ تھوڑی دیر ایسے ہی بیٹھی اماں ابا سے باتیں کرتی رہی۔کچھ دیر بعد فجر کی اذان ہونا شروع ہو گئی۔اس نے کیک اور باقی سامان پکڑا اور دبے پاؤں کچن میں جا کر ہر چیز ویسے ہی رکھی جیسے پہلے پڑی تھی۔کمرے میں آکر اماں ابا کی تصویر کو الماری میں رکھا اور وضو کرنے چلی گئی۔

وہ ناشتہ کر رہی تھی جب بوا نے کیک اس کے سامنے لا کر رکھا جس کا ایک پیس غائب تھا۔رجاء نے زور سے آنکھیں میچ کر کھولیں اور بائیں ہاتھ کی انگلیوں سے پیشانی کو مسلا۔بوا اس کو ہی دیکھ رہی تھیں اور چہرے پر ناراضی سجائے کھڑی تھیں۔

"تم سے ذرا دیر انتظار نہیں ہوا؟" بوا نے آواز میں خفگی سموئے کہا۔

"نہیں وہ ناں۔۔۔۔۔۔بات کچھ یوں ہے کہ میں کچن میں آئی تو پانی پینے کے ارادے سے ہی تھی۔ لیکن مجھے فریج میں سے عجیب سی آوازیں آئیں۔ جیسے کوئی کہہ رہا ہو

"مجھے بچاؤ!۔۔۔۔۔۔مجھے آزاد کرو!۔۔۔۔۔۔باہر نکلنے میں میری مدد کرو!۔۔۔۔" میں نے فریج کھولا تو یہی موصوف مجھے بلا رہے تھے۔اب میں اپنی نرم دل طبیعت کے ہاتھوں مجبور ہو کر ان صاحب کو لے کر کمرے میں چلی گئی۔اور بات یہاں تک رہتی تو ٹھیک تھا۔لیکن یہ مجھے کہنے لگا مجھے کھاؤ۔تو میں نے کھالیا۔بس یہی بات ہے اور کچھ نہیں۔ورنہ میں تو تمہارے ساتھ بیٹھ کر ہی کیک کاٹنا چاہتی تھی۔"اس نے فوراً ہی کہانی بنا ڈالی۔بوا مسکرائے بنا نہ رہ سکی۔

"ہاں جیسے ہر بار میرے ساتھ بیٹھ کر ہی کاٹتی ہو۔خیر اب میں کیا کہہ سکتی ہوں۔چلو اب ایسے ہی کھاتے ہیں۔"بوا بھی بیٹھ گئی اور کیک اور چھری رجاء کے حوالے کیا۔رجاء نے اپنی اور بوا کی پلیٹ میں کیک ڈالا اور دونوں بیٹھ کر کھانے لگیں۔

کھانے کے بعد بچا ہوا کیک بوا نے فریج میں رکھ دیا۔اور رجاء برتن سمیٹنے لگی۔بوا اپنے کمرے میں چلی گئی۔رجاء بھی کالج کے لیے تیار ہونے اپنے کمرے میں چلی گئی۔

تھوڑی دیر بعد بوا ہاتھ میں ایک پیکٹ پکڑے رجاء کے کمرے میں آئی۔

"یہ لو میری طرف سے تمہاری سالگرہ کا تحفہ۔"رجاء نقاب کر رہی تھی جب بوا نے کہا۔رجاء پلٹی اور بوا کے ہاتھ سے پیکٹ لے لیا۔اس ایک تحفے کا رجاء سارا سال انتظار

کرتی تھی۔

"کھولوں ؟"اس نے پر جوش ہوتے ہوئے پوچھا۔بوا نے اثبات میں سر ہلایا۔

اس نے کھولا تو اس میں بہت خوبصورت لائٹ گرے کلر کا عبایا تھا۔جو یقیناً اس کو بہت پسند آیا تھا۔کیونکہ یہ وہی تھا جو اس نے کچھ دن پہلے انسٹا گرام پر دیکھا تھا۔اور بوا کے سامنے اپنی پسندیدگی کا اظہار بھی کیا تھا۔لیکن اس نے خریدنے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔

"ہائے بوا! یہ تو بہت خوبصورت ہے ماشاءاللہ! تھینک یو سو مچ۔"اس نے بوا کو بھینچتے ہوئے کہا۔

"اب تو میں یہی پہن کر جاؤں گی۔"اس نے پر جوش ہوتے ہوئے کہا۔اور پہلے پہنا عبایا چینج کر کے یہ پہننے لگی۔جب وہ تیار ہو چکی تو دونوں باہر آ گئیں۔رجاء دروازے تک پہنچی تو بوا نے پکارا۔

"رجاء پرنسس!"رجاء نے مڑ کر دیکھا تو بوا بازو کھولے کھڑی تھی۔رجاء انہی قدموں واپس پلٹی اور بوا سے لپٹ گئی۔ایسا بہت کم ہوتا تھا۔جب رجاء کو ایموشنل

سپورٹ کی ضرورت ہوتی بوا یونہی اسے سمیٹ لیتی تھیں۔ وہ دونوں خاموش آنسو بہانے لگیں۔ بوا سے الگ ہونے سے پہلے اس نے اپنے آنسو صاف کر لیے تھے۔

"بوا یار آج تو مت روؤ۔" اس نے بوا کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا میں اب چلتی ہوں دیر ہو رہی ہے۔ میرے پیچھے روتی مت رہنا۔ اللہ حافظ! اور دروازہ بند کر لینا۔" وہ تاکید کرنا نہیں بھولی۔ اس کے جانے کے بعد بوا نے دروازہ بند کیا اور لاؤنج میں آ کر صوفے پر بیٹھ گئی۔ پرانی یادیں آنسوؤں کی صورت آنکھوں سے بہنے لگیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا۔ اور اپنی اور شجیعہ کی گفتگو کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ شجیعہ کو یہ سب کیسے پتہ چل گیا۔ جاسوس تو وہ بچپن سے تھی۔ خیر! اب اس کو کیا کرنا چاہیئے۔ اگر تو وہ شجیعہ کی بات مانے تو اسے آج ہی رجاء سے بات کرنی چاہیئے۔ اگر وہ خود کی سنے تو اسے کچھ دیر مزید انتظار کرنا چاہیئے۔ ابھی وہ یہی سوچ رہا تھا کہ رجاء دروازے میں نمودار ہوئی۔

"مے آئی کم ان سر؟"اس نے نہایت شائستہ لہجے میں پوچھا جو کہ اس کا خاصہ تھا۔

"یس!"اس نے خود کو مصروف ظاہر کیا اور ایک فائل کھول کر پڑھنے لگا۔

"سر آپ نے بلایا تھا؟"اس نے ٹیبل کے سامنے کھڑے پوچھا۔

"بیٹھیں۔"اس نے رجاء کو بغور دیکھتے ہوئے کہا۔آج وہ سیاہ شلوار قمیص میں ملبوس تھی اور سی گرین حجاب کرر کھا تھا۔سیاہ دوپٹہ کندھوں پر پھیلا ہوا تھا۔وہ اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئی۔وہ آج پہلے سے کچھ مختلف لگ رہی تھی۔وہ اب سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"آپ کی کلاسز کیسی چل رہی ہیں؟"اس نے فائل واپس رکھتے ہوئے پوچھا۔

"الحمد للہ! بہت اچھی چل رہی ہیں۔"

"کسی قسم کا کوئی پرابلم تو نہیں؟ I mean regarding time table or class strength "اس نے بات برائے بات پوچھا۔

"نہیں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔"اس نے اطمینان سے کہا۔

البتہ وہ اس کے سوالوں سے حیران ہو رہی تھی۔محب نے سر ہلایا۔کچھ دیر خاموشی

حائل رہی۔

"مس رجاء آپ کو اردو ادب میں دلچسپی ہے؟ اردو کتابیں وغیرہ پڑھتی ہیں؟" اس نے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"جی بالکل پڑھتی ہوں۔ لیکن پڑھا نہیں سکتی۔ سوری!" رجاء کو لگا کہ سر کسی اردو ٹیچر کے بی ہاف پر پڑھانے کو کہیں گے اس لیے فوراً یہی منہ سے نکلا۔ محب ہنس دیا۔ رجاء شرمندہ سی گود میں رکھے اپنے ہاتھوں کو دیکھنے لگی۔

"اوکے۔ اور فارسی؟"

"فارسی سیکھنا چاہتی ہوں لیکن ابھی سیکھ نہیں پائی۔" اس نے رسان سے جواب دیا۔ وہ الجھ سی گئی تھی۔

"اوہ۔۔۔ مجھے دراصل ایک جملہ کنفرم کرانا تھا کہ میں صحیح پرونائونس کر رہا ہوں یا نہیں۔" اس نے اپنا مسئلہ سامنے رکھا۔

"کونسا جملہ سر؟ شاید میں آپ کی مدد کر سکوں۔" اس نے اپنی خدمات پیش کیں۔

"نمی دونی من در عشق باشما ہستم؟ (کیا تم نہیں جانتیں میں تم سے محبت کرتا

ہوں؟)"اس نے آرام سے کہہ دیا۔اور اب وہ رجاء کی طرف جواب طلب نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

رجاء نے ایک جھٹکے سے اس کی طرف دیکھا لیکن بولی کچھ نہیں۔وہ بہت کنفیوز ہو رہی تھی کہ کیا واقعی سر نے اس سے کنفرم کرایا ہے یا وہ اسی سے مخاطب ہیں۔کیونکہ محب کی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں کا ساتھ نہیں چھوڑ رہی تھی۔وہ چند لمحے خاموش رہی پھر بولی۔

"میں نہیں جانتی۔سوری سر مجھے فارسی کی ابھی اتنی سمجھ نہیں ہے۔"اب وہ فوراً آفس سے نکلنا چاہتی تھی۔

"کوئی بات نہیں۔مجھے لگا شاید آپ کو فارسی سمجھ آتی ہے۔لیکن اٹس اوکے۔"اس نے اس کے تمام تاثرات کو scan کرتے ہوئے کہا۔

"سر میں جاؤں؟"رجاء نے انتہائی قسم کی سنجیدگی سے پوچھا۔اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔رجاء فوراً آفس سے نکلی۔

وہ کالج کے گراؤنڈ میں نصب بینچ پر بیٹھی کچھ سوچ رہی تھی جب شجیعہ اسے ڈھونڈتے ہوئے وہاں آئی۔

"میں نے تمہیں کہاں کہاں نہیں ڈھونڈا اور محترمہ یہاں بیٹھی ہیں۔" وہ بھی اس کے ساتھ دھپ سے بیٹھ گئی۔ رجاء خاموش رہی۔ وہ زمین پر کسی غیر مرئی نقطے کو دیکھ رہی تھی۔ شجیعہ نے اس کی سنجیدگی کو محسوس کیا۔

"کیا بات ہے رجاء؟ تمہیں کچھ پریشانی ہے؟ آج صبح بھی تم اداس لگ رہی تھیں۔ اور اب بھی تم اس قدر سنجیدہ بیٹھی ہوئی ہو۔ کیا پریشانی ہے؟ تم مجھے بتا سکتی ہو۔" شجیعہ نے پر خلوص لہجے میں کہا۔

"صبح تو کوئی پریشانی نہیں تھی لیکن اب ضرور ہے۔" رجاء نے اسے سب بتانے کا فیصلہ کیا۔

"کیا پریشانی ہے؟ مجھے بتاؤ۔" اس نے رجاء کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا۔

"شجیعہ تم ٹھیک کہتی تھیں۔ مجھے بھی محب سر کچھ ٹھیک نہیں لگتے۔" اس نے کہا۔

"ہیں؟؟؟؟ کیوں کیا ہوا ہے؟" شجیعہ زبردست کنفیوز ہوئی تھی۔ "اور میں نے کب

کہا محب سر ٹھیک نہیں ہیں۔"

"تم نے ہی تو مجھے بتایا تھا کہ سر اور زینیہ ایک دوسرے میں انٹرسٹڈ ہیں۔اور ایک دو بار میں نے بھی نوٹس کیا تھا۔"

"یار میں نے یہ کہا تھا کہ زینیہ سر میں انٹرسٹڈ ہے نا کہ محب سر۔وہ تو اسے خاطر میں ہی نہیں لاتے۔اور وہ چیپٹر تو کلوز ہو چکا ہے۔"شجیعہ نے مضطرب سی ہو کر کہا۔رجاء نے اسے غور سے دیکھا۔وہ بہت یقین سے کہہ رہی تھی۔

"لیکن مجھے اب بھی کنفیوژن ہے۔تم نے شاید غور نہیں کیا لیکن میں نے کئی بار سٹاف میٹنگز میں نوٹ کیا ہے سر تمہیں بہت غور سے دیکھ رہے ہوتے ہیں۔میں اس چیز کو اوائڈ نہیں کر سکتی۔میں تمہیں بہت پہلے بتانا چاہتی تھی لیکن نہیں بتا سکی۔"وہ اب حقیقتاً پریشان لگ رہی تھی۔شجیعہ کچھ دیر اسے دیکھتی رہی اور پھر قہقہہ لگا کر ہنس دی اور کتنی دیر ہنستی ہی رہی۔رجاء کو اس کی دماغی حالت پر شبہ ہوا۔اس نے شجیعہ کے ہاتھ میں سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔

"کیا واقعی؟سر مجھے بہت غور سے دیکھتے ہیں؟"اس نے ہنسی کے دوران بمشکل کہا۔رجاء غصے سے اٹھ گئی۔اسے شجیعہ واقعی پاگل لگ رہی تھی۔

"ارے بیٹھو یار۔۔۔اچھا سوری ناں۔ تم بتاؤ تم کیوں اتنی پریشان ہو؟"شجیعہ نے اسے پکڑ کر دوبارہ بٹھایا۔اور سنجیدہ ہونے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔رجاء کچھ دیر خاموش رہی۔

"ارے یار اب بتا بھی دو۔"شجیعہ نے اکتا کر کہا۔

"آج سر نے مجھ سے انتہائی نازیبا بات کہی ہے۔"اس نے راز سے پردہ اٹھایا۔

"کیا کہا سر نے؟"شجیعہ نے تجسّس سے پوچھا۔

"انہوں نے کہا وہ مجھ سے محبت کرتے ہیں۔"اس نے پریشان صورت بنائے کہا۔

"سچی؟۔۔۔۔۔ہائے!۔۔۔۔پھر تم نے کیا کہا؟"شجیعہ بہت خوش ہوئی تھی۔رجاء اسے دیکھے گئی۔

"شجیعہ تم ٹھیک تو ہو؟جب میں اپنی آنکھوں سے اتنا سب کچھ دیکھ چکی ہوں۔مجھے نہیں لگتا مجھے کچھ کہنا چاہئیے تھا۔"رجاء کے لہجے میں ناپسندیدگی تھی۔

"اففففففف یار رجاء تم محب سر کو غلط سمجھ رہی ہو۔زینیہ والا قصہ تو ختم ہو چکا۔اس میں سراسر زینیہ کی انوالومنٹ تھی سر کی رتی برابر بھی انوالومنٹ نہیں تھی۔"شجیعہ

نے سنجیدگی سے کہا۔

"اچھا مان لیا کہ اس میں سر کی انوالومنٹ نہیں تھی لیکن وہ تمہیں کیوں اتنے غور سے دیکھتے ہیں؟" رجاء نے اسے صورتحال باور کرانے کی کوشش کی۔ شجیعہ نے ماتھا پیٹ لیا۔ لیکن تحمل سے بولی۔

"تاکہ میری کوئی غلطی ان کے ہاتھ لگ جائے اور وہ میری کلاس لے سکیں۔ آخر بھائی جو ٹھہرے۔" شجیعہ نے پٹارے میں سے سانپ نکالا۔

"کیاااا؟ تم محب سر کی بہن؟۔۔۔۔۔ سر تمہارے بھائی؟۔۔۔یااللہ!" یہ انکشاف رجاء کے لیے 440 وولٹ کے جھٹکے کے برابر تھا۔ رجاء کا منہ حیرت سے کھل گیا۔

"جی بالکل! محب سر کو ہی میرے بھائی ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔" شجیعہ نے بتیسی دکھائی۔

"تم نے کبھی ہمارے ناموں پر غور نہیں کیا؟ شجیعہ عفان اور۔۔۔۔۔۔؟" شجیعہ نے پوچھا۔ رجاء کو آفس ٹیبل پر رکھی نیم پلیٹ پر لکھا نام یاد آیا۔

"محب عفان زعیم۔" رجاء نے کہا۔

"تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں؟ تمہیں کم از کم اتنا تو بتانا چاہیئے تھا۔" رجاء نے شکوہ کیا۔

"یار بھائی کو ایسا لگتا تھا کہ اگر کالج میں سب کو پتہ چل گیا تو وہ یہ سمجھیں گے کہ پرنسپل نے اپنے عہدے کے دم پر اپنی بہن کو جاب دے رکھی ہے اور اسی لئے اسے favour کرتے ہیں۔ nepotism you know" شجیعہ نے ساری بات بتائی۔

"آفرین ہے بھئی!" یہ رجاء کا تبصرہ تھا۔

"اب تم بتاؤ بھائی کو کیا جواب دو گی؟ بولو ہاں کہ ناں؟" شجیعہ نے ایک ٹی وی اینکر کی نقل اتارتے ہوئے کہا۔

"میں اب بھی کنفیوزڈ ہی ہوں۔"

"لے! اب کیا کنفیوژن؟ دیکھو زینیہ والا ماجرا ختم ہو گیا ہے۔ تو اس طرف سے تو تم بے فکر ہو جاؤ۔ اور میرا تو تمہیں پتہ چل چکا ہے۔ اور اگر بھائی کو لے کر کنفیوژن ہے تو وہ بالکل فضول ہے۔ کیونکہ میں اپنے بھائی کو اچھی طرح جانتی ہوں۔ تم نے اتنا کچھ نوٹ کیا ہے تو یہ بھی نوٹ کیا ہو گا کہ بھائی زینیہ کو کس نگاہ سے دیکھتے ہیں اور مجھے کس

نگاہ سے دیکھتے ہیں۔اور اپنا تو تم خود بہتر جانتی ہو۔"اس نے کلئیر کرتے ہوئے کہا۔اتنا تو رجاء بھی سمجھتی تھی۔

"اب کیا کہتی ہو؟"شجیعہ نے اسے پوچھا جو پتہ نہیں کن سوچوں میں غرق تھی۔رجاء خاموش رہی۔شجیعہ بینچ سے اٹھی اور زمین پر ایک گھٹنا نیچے رکھے اور دوسرا کھڑا کیے بیٹھی۔ایک ہاتھ گھٹنے پر رکھا اور دوسرا رجاء کے سامنے پھیلایا۔

"Will you be my bhabhi?"

اس نے پروپوز کرنے کے انداز میں کہا۔رجاء کی ہنسی چھوٹ گئی۔ارد گرد گزرتی لڑکیاں انہیں دیکھ کر رک گئیں۔رجاء نے فوراً اسے اٹھنے کو کہا اور لڑکیوں کو جانے کا اشارہ کیا۔اور اسے لے کر سٹاف روم کی طرف چل دی۔

"اگر محب سر کو پتہ چل گیا نا تو ڈسپلن پر ایک طویل لیکچر دے ڈالیں گے۔"رجاء نے کہا۔اب وہ دونوں کاریڈور میں چل رہی تھیں۔

"جی نہیں جب ان کو میرا موٴقف پتہ چلے گا نا تو لیکچر چھوڑ شکریہ ادا کریں گے میرا۔اور تم نا یہ محب سر کہنا بند کرو۔سر تو وہ باقی سب کے ہیں۔محب وہ صرف تمہارے

ہیں۔"شجیعہ نے اسے چھیڑا۔رجاء نے اسے گھورا تو وہ اور زور سے ہنسی۔رجاء مسکرانے لگی۔

وہ وین سے اتر کر اب گھر کی طرف جا رہی تھی۔وہ ایک موڑ مڑی تو اسے ایک لڑکا نظر آیا جو دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا تھا۔جیسے کسی کا انتظار کر رہا ہو۔اسے دیکھتے ہی اس کی طرف آیا۔رجاء نے پیچھے دیکھا لیکن پیچھے کوئی نہیں تھا۔وہ یقیناً اسی کی طرف آ رہا تھا۔وہ آرام سے اس کے پاس سے گزرنے لگی تھی کہ اس نے اسے پکارا۔

"ایکسکیوز می"!

"جی؟"اس نے لہجے میں سختی سمو کر کہا۔

"میری آپ سے ایک گزارش ہے کہ آپ کچھ دنوں کے لیے گھر سے باہر نہ نکلیں۔"رجاء کو تعجب ہوا کہ کوئی اس سے ایسی بات کیوں کہے گا۔

"کیوں؟اور آپ کون ہیں؟"

"کیونکہ اس میں آپ کا ہی فائدہ ہے۔آپ کی بہتری کے لیے ہی کہہ رہا ہوں۔آپ

پلیز کچھ دنوں کے لیے گھر سے باہر نہ نکلیں۔اور اگر سیکیورٹی کے انتظامات کر سکتی ہیں تو پلیز کریں۔"اس لڑکے نے ناصحانہ انداز میں کہا۔اس کی باتیں رجاء کو الجھا رہی تھیں۔لیکن اس وقت اسے راستے میں کھڑے ہو کر کسی لڑکے سے بات کرنا سخت ناگوار گزر رہا تھا۔

"مجھے لگتا ہے آپ مجھے کسی اور سے کنفیوز کر رہے ہیں۔کیا آپ کو واقعی مجھ سے ہی بات کرنی تھی؟شاید آپ کو غلطی ہوئی ہے۔"رجاء کی باتیں بے ربط تھیں۔

"مجھے کوئی کنفیوژن نہیں ہے۔مجھے رجاء حیات جو کہ ایک کالج ٹیچر ہیں اور جو گھر میں اپنی پھپھو کے ساتھ رہتی ہیں،سے ہی بات کرنی تھی۔آپ پلیز میری بات پر غور کیجیے گا۔"اس لڑکے نے سابقہ لہجے میں کہا۔رجاء کی الجھن اور غصہ اب پریشانی میں بدل گئے تھے۔

"کیا میں آپ کا نام جان سکتی ہوں؟"رجاء نے سست لہجے میں کہا۔وہ لڑکا کچھ دیر سوچتا رہا کہ نام بتائے یا نہ بتائے۔کچھ دیر بعد بولا۔

"مجھے حارث کہتے ہیں۔اور میں امید کرتا ہوں کہ آپ میرا نام اور ہماری گفتگو صرف اپنے تک ہی رکھیں گی۔"اس نے تنبیہی انداز میں کہا اور فوراً وہاں سے چلا گیا۔رجاء

الجھی الجھی سی گھر آگئی۔

آج حسبِ توقع بوا نے کھانے پر بہت اہتمام کیا تھا۔ وہ گھر پہنچی تو بوا کھانا لگا رہی تھی۔

"جلدی سے فریش ہو کر آجاؤ۔ تمہاری پسند کا کھانا بنایا ہے۔ کہیں ٹھنڈا نہ ہو جائے۔" بوا نے سلام دعا کے بعد کہا۔

"راجر باس!" وہ کہتے ہوئے اپنے کمرے میں گئی اور تھوڑی دیر بعد وہ بوا کے ساتھ ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھی کھانا کھا رہی تھی۔

"بوا! شفاعت چچا یا شہیر وغیرہ کا کوئی فون تو نہیں آیا؟" اس نے کھانے کے دوران سرسری سا پوچھا۔

"نہیں فون تو نہیں آیا۔ لیکن تم کیوں پوچھ رہی ہو۔ ایک دن پہلے بھی پوچھ رہی تھیں۔ سب ٹھیک تو ہے؟" بوا نے فکر مندی سے کہا۔

"سب ٹھیک ہے بوا بیگم! میں تو اس لیے پوچھ رہی تھی کہ کہیں انہوں نے مجھے وِش کرنے کے لیے فون تو نہیں کیا۔" اس نے بات کو مذاق میں اڑا دیا۔

"کر ہی نہ دیں تمہیں وش! اور ہم ان کی وشز کے بغیر ہی ٹھیک ہیں۔" بوا نے ناک چڑھائی۔ رجاء مسکرا دی۔ وہ دل ہی دل میں اس مسئلے کا حل سوچ رہی تھی۔ کھانا کھانے کے بعد رجاء کچن میں برتن دھونے چلی گئی اور بوا ہال میں اپنی فکس سیٹ پر بیٹھ گئیں۔ یعنی درمیان والے صوفے پر۔ اور پاس مدھم آواز میں غزل لگا کر رکھ لی۔

غزل چلی تو احمد ظہیر کی آواز فضا میں سُر بکھیرنے لگی۔

بگوش دل بے خانہ ای گل غزل آہستہ آہستہ

(دل کی توجہ سے اے گل کا غزل آہستہ آہستہ)

غماں ام را بانشاط کن بدل آہستہ آہستہ

(میرے غموں کو خوشیوں سے بدل آہستہ آہستہ)

بہ اوج آرزوای مہ رسان دستم وداماںت

(اوج تمنا سے اے چاند ذرا میرا ہاتھ اپنے دامن تک پہنچا)

رجاء برتن دھونے کے بعد بوا کے پاس آئی اور بوا کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گئی۔

تھوڑی دیر بعد بولی۔

"بوا! رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میں، تم، ابا اور اماں خانہ کعبہ کا طواف کر رہے ہیں۔ میں نے خواب میں خود کو پانچ چھ سال کی بچی کے روپ میں دیکھا۔ مجھ سے چلا نہیں جاتا تو ابا مجھے گود میں اٹھا لیتے ہیں اور ہم پھر طواف کرنے لگتے ہیں۔ ہم سب بہت خوش ہیں۔" وہ بوا کو بتا رہی تھی۔ بوا اس کے بال سہلا رہی تھی۔ ایسے مواقع بہت کم میسر آتے تھے۔ ورنہ رجاء تو اکثر ہی ہوا کے گھوڑے پر سوار رہتی تھی اور بقول بوا کے ہمیشہ کفن پھاڑ کر بولتی تھی۔

بوا مسکرا دی۔

"اچھا پھر؟" بوا نے مزید پوچھا۔

"پھر کیا؟ پھر میں اٹھ گئی۔ میں جب خواب میں بہت خوش ہوتی ہوں ناں تو خوشی کے مارے ہی آنکھ کھل جاتی ہے۔" رجاء منہ کے زاویے بگاڑ کر بولی۔ بوا بس مسکراتی رہی۔ غزل ہنوز چل رہی تھی۔

مرا بیرون ببر ازایں محل آہستہ آہستہ

(مجھے باہر لے جا اس محل سے آہستہ آہستہ)

بقربان قدومت و کامدی وجان ودل بردی

(قربان تیرے قدموں پر کہ تو آئے اور میری جان ودل لے جائے)

وگرنہ بردہ بودر ختم اجل آہستہ آہستہ

(گر میرے سامانِ حیات کو تب تک موت نہ لے جا چکی ہوئی آہستہ آہستہ)

"بوا!" وہ چند لمحوں کے بعد بولی۔

"ہاں"

" کبھی کبھی میں سوچتی ہوں اگر ہمارے کھلی آنکھوں سے دیکھے جانے والے خواب، بند آنکھوں سے دیکھے جانے والے خوابوں میں پورے ہو جائیں تو۔۔۔خوابوں میں آ کر حقیقت کا روپ دھار لیں تو۔۔۔۔۔تو کیا ہمیں ویسی ہی خوشی اور اطمینان ہو گا جیسا حقیقت میں ان خوابوں کو شرمندہ تعبیر پا کر ہوتا۔ہماری خیالی خوشی اور حقیقی خوشی میں برابری ہونی چاہیئے۔"رجاء نے اداسی سے کہا۔

"اگر ایسا ہو تو خوشی کی قدر بہت کم ہو جائے گی۔خواب اور حقیقت میں فرق کیا رہ جائے گا؟ پتہ نہیں کیا کیا سوچتی رہتی ہو۔"بوا نے تبصرہ کیا۔دفعتاً ٹیبل پر پڑے رجاء

کے فون کی بیپ بجی۔اوپر شجیعہ کالنگ لکھا آرہا تھا۔اس نے بلاتاخیر فون اٹھالیا۔

"رجاء کی بچی! تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں کہ آج تمہارا برتھڈے تھا؟"شجیعہ کی غصیلی آواز آئی۔

"مجھے یاد نہیں رہا۔"اس نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا۔وہ ہنوز بوا کی گود میں سر رکھے لیٹی تھی۔

"اگر چاچو مارک زکربرگ مجھے نہیں بتاتے تو مجھے تو پتہ ہی نہیں چلتا۔"اس نے فیس بک سے دیکھا تھا۔وہ ابھی بھی غصے میں تھی۔

"ہیپی برتھڈے!"شجیعہ کی ناراض سی آواز آئی۔رجاء ہنس دی۔

"تھینک یو"رجاء نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ویسے آج گفٹ تو بہت اچھا ملا ہے تمہیں۔"شجیعہ نے اسے چھیڑنا ضروری سمجھا۔ اس کا اشارہ محب کے اظہار محبت کی طرف تھا۔رجاء کی مسکراہٹ سمٹی۔بوا اسے ہی دیکھ رہی تھیں۔

"اچھا ٹھیک ہے کل ملتے ہیں۔"اس نے کہہ کر فون بند کردیا۔

"کیا ہوا؟" بوا نے اس کے تاثرات کو مد نظر رکھتے ہوئے پوچھا۔

"کچھ نہیں بر تھڈے وش کر رہی تھی۔ بوا تمہیں پتہ ہے یہ جو شجیعہ ہے نا یہ پرنسپل سر کی بہن ہے۔"

"کیا واقعی؟ تم نے پہلے تو کبھی نہیں بتایا۔" بوا نے کہا۔ رجاء تقریباً ہر بات بوا کو بتاتی تھی سوائے پریشان کن باتوں کے۔

"مجھے تو خود آج پتہ چلا ہے۔ میں اس قدر حیران ہوئی تھی یہ سن کر۔ اس پہ مستزاد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" رجاء روانی سے کہتی ہوئی رک گئی۔

"کیا؟ تم کچھ کہہ رہی تھیں" بوا نے کریدا۔

"بوا وہ۔۔۔ ہمارے گھر آنا چاہ رہی تھی۔" رجاء نے بوا کو بتانا ہی مناسب سمجھا۔

"آئے۔ بالکل آئے۔ بلکہ تمہیں آج ہی اسے دعوت دینی چاہیئے تھی۔" بوا نے کہا۔

"اوہو بوا! وہ ایسے ہی نہیں آنا چاہتی۔ وہ۔۔۔۔۔ آ۔۔۔۔۔" رجاء اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اب وہ الفاظ ڈھونڈ رہی تھی کہ بوا کو کیا بتائے۔

"اپنے بھائی کے لیے تمہارا ہاتھ مانگنا چاہتی ہے؟" بوا نے قدرے سختی سے پوچھا۔ رجاء

بوا کا چہرہ دیکھنے لگی جہاں سنجیدگی رقم تھی۔بوا تھوڑی دیر ایسے ہی دیکھتی رہی پھر ہنس دی۔رجاء بھی مسکرانے لگی۔اور بوا کو شجیعہ کا فیملی بیک گراؤنڈ بتانے لگی۔

وہ محسوس کر رہا تھا کہ شجیعہ اس سے بات کرنے سے احتراز برت رہی تھی۔کالج سے واپسی پر بھی وہ بالکل خاموش تھی۔گھر آنے کے بعد بھی اس سے کوئی بات نہیں کی سوائے کھانے پر بلانے کے۔سارا دن گزر گیا لیکن اس نے کسی بات پر لڑائی نہیں کی۔وہ اس کی ناراضی کی وجہ سوچ رہا تھا لیکن کچھ سمجھ نہیں آیا۔وہ اس کے کمرے کی طرف چل دیا۔ناک کرکے دروازہ کھولا تو وہ اپنی الماری کے سامنے کھڑی نظر آئی۔وہ الماری کی صفائی کر رہی تھی۔اسے ایک نظر دیکھا اور پھر اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔

وہ چند قدم آگے آیا۔

"مجھے تم سے بات کرنی تھی۔"محب نے سنجیدگی سے کہا۔

"کہیں۔"اس نے مصروف سا جواب دیا۔

"شجی!میں کالج سے آنے کے بعد سے محسوس کر رہا ہوں کہ تم مجھ سے ناراض ہو۔

لیکن بہت سوچنے کے بعد بھی مجھے وجہ سمجھ نہیں آئی۔ تم کیوں ناراض ہو مجھ سے؟"

اس نے وہیں کھڑے کھڑے پوچھا۔

"بھائی کیا آپ بتانا پسند کریں گے کہ آپ نے آج رجاء سے کیا کہا ہے؟" اس کی آواز میں غصہ در آیا تھا۔ محب نے الجھے ہوئے انداز میں اسے دیکھا۔

"انہوں نے تم سے کیا کہا ہے؟" محب نے پوچھا۔ اب کہ اس کی پیشانی پر بھی بل پڑے تھے۔

"آپ میرے سوال کا جواب دیں گے؟ آپ نے اسے کیا کہا ہے؟" شجیعہ نے ہنوز اسی لہجے میں پوچھا۔

"میں نے کچھ غلط نہیں کہا۔"

"غلط نہیں نازیبا۔ آپ نے اسے انتہائی نازیبا بات کہی تھی۔"

"میں نے کچھ نازیبا نہیں کہا تھا۔ نارمل سی بات کی تھی۔ لیکن ان کے ایکسپریشنز دیکھ کر مجھے لگا کہ ان کو فارسی نہیں سمجھ آتی۔

تو ان کو میری بات کی سمجھ ہی نہیں آئی ہو گی۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"فارسی؟۔۔۔۔۔۔آپ نے فارسی میں یہ سب کہا تھا؟"شجیعہ کے غصے کی جگہ اب حیرت نے لے لی تھی۔

"ہاں کیوں؟"

"بھائی رجاء کو فارسی سمجھ آتی ہے۔اور آپ کیا شیخ سعدی بنے ہوئے تھے۔سیدھی طرح اردو میں نہیں کہہ سکتے تھے۔"شجیعہ اب قہقہہ لگا کر ہنس رہی تھی۔اس کی ہنسی رکنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔محب صوفے پر بیٹھ گیا۔اس نے سکون کا سانس لیا۔ شجیعہ ناراض نہیں تھی۔بس اسے تنگ کر رہی تھی۔

"انہوں نے تم سے کیا کہا ہے؟"محب نے اپنا سوال دہرایا۔

"اس نے تو کچھ خاص نہیں کہا۔نہ اقرار کیا نہ انکار۔وہ بس کچھ پریشان تھی۔"شجیعہ نے بتایا۔اور اس کے پاس صوفے پر بیٹھ گئی۔

"اور تم کیوں ناراض تھیں؟"اس نے اس کی طرف رخ کر کے پوچھا۔

"آ۔۔۔میں۔۔۔میں کب ناراض تھی۔آپ ہی تو کہتے ہیں ہر وقت جھلی نہ بنی رہا کرو۔کچھ سنجیدگی لاؤ اپنی نیچر میں۔تو بس اسی کی پریکٹس کر رہی تھی۔"شجیعہ نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

"حد ہو گئی۔۔۔۔۔۔اور میں خواہ مخواہ پریشان ہو رہا تھا۔" محب نے کہا۔

"میری وجہ سے یار جاء کی وجہ سے؟" شجیعہ نے مسکراہٹ دبائی۔

"دونوں کی وجہ سے۔" محب نے صاف گوئی سے کام لیا۔

"میری وجہ سے پریشان ہونے کی قطعاً ضرورت نہیں۔اور رجاء کی وجہ سے پریشان ہونا چاہتے ہیں تو most welcome ۔کیوں کہ اس نے ابھی تک کوئی واضح جواب نہیں دیا۔"

"اس کی تم ٹینشن نہ لو۔" محب نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"کیوں؟"

"کیونکہ وہ بہت سمجھدار ہیں۔سوچ سمجھ کر ہی جواب دیں گی۔"

"مجھے لگا آپ کہیں گے اگر وہ راضی نہ ہوئی تو ہم اسے اٹھا لائیں گے۔اور زبردستی نکاح کر لیں گے۔جیسے ظالم ہیرو اپنی معصوم سی ہیروئن کے ساتھ کرتا ہے۔لیکن آپ نے تو سارے ارمانوں پر برف ڈال دی۔" شجیعہ نے اترے ہوئے چہرے کے ساتھ کہا۔

"نہ میں ظالم ہوں اور نہ وہ معصوم۔اچھی خاصی سمجھدار ہیں۔اور تمہارے دماغ میں یہ کیا کیا ڈرامے چلتے رہتے ہیں۔" محب نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بھائی! اگر اس نے انکار کر دیا تو؟"شجیعہ کو نئ فکر نے آن گھیرا۔

"تو؟"محب نے اسی کے انداز میں کہا۔

"تو؟"شجیعہ نے تجسّس سے پوچھا۔

"تو۔۔۔۔تمہارے ڈرامے پر عمل کرنے کے بارے میں سوچا جا سکتا ہے۔"وہ کہہ کر باہر نکل گیا۔

"گھنے میسنے!"یہ کہہ کر وہ پھر الماری کی طرف متوجہ ہو گئی۔

وہ اپنے کمرے میں کالج جانے کے لیے تیار ہو رہی تھی جب اسے باہر کسی کے بولنے کی آواز آئی۔مردانہ آواز تھی۔اس نے جلدی سے نقاب پہنا اور باہر ہال میں آ کر دیکھا۔ بوا کے سامنے والے صوفے پر ڈنر سوٹ میں ملبوس کوئی آدمی بیٹھا تھا۔اس کی پشت رجاء کی طرف تھی۔وہ آگے آئی اور بوا کی طرف جا کر دیکھا۔وہ شفاعت چچا تھے۔بوا

سے کوئی بات کر رہے تھے۔

"آپا آپ یقین جانیں میں بہت شرمندہ ہوں۔ میرا ضمیر مجھے اس قدر ملامت کرتا ہے کہ میں آئینہ دیکھنے سے گھبرانے لگا ہوں۔" وہ کہہ رہے تھے۔ رجاء بوا کے ساتھ آ کر خاموشی سے بیٹھ گئی۔ نہ سلام کیا۔ نہ ان کو سر پر ہاتھ رکھنے دیا۔

"ماضی میں کی گئی ساری غلطیاں میرے وجود پر کوڑے برساتی ہیں۔ میں مکافاتِ عمل دیکھ چکا ہوں آپا۔ زرقہ کینسر کی وجہ سے انتقال کر گئی۔ شہیر کی طلاق ہو گئی۔ عرفہ امریکہ جا آباد ہوئی اور ہم سے لاتعلق ہو گئی ہے۔" وہ جذباتیت سے بول رہے تھے۔ بوا کے چہرے پر اداسی چھا گئی۔

"اب میں آپ کی ناراضی مزید برداشت نہیں کر سکتا۔ مجھے معاف کر دیں آپا۔ رجاء بیٹا! مجھے معاف کر دو۔ میں بہت شرمندہ ہوں۔" انہوں نے باقاعدہ ہاتھ جوڑ دیے۔ بوا کی آنکھیں بھی نم ہو گئیں تھیں۔ رجاء اس میلوڈرامہ سے سخت بیزار نظر آ رہی تھی۔

"دیکھیں چچا! اب ہاتھ جوڑنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ آپ پلیز انہیں نیچے کر لیں۔" رجاء کو ان کے ہاتھوں کو دیکھ کر کوفت ہو رہی تھی۔

"اور رہی بات ناراضی اور معافی کی تو ہم تو آپ سے کبھی ناراض تھے ہی نہیں۔ یہ آپ ہی تھے جو سب سے الگ ہوئے تھے۔ یہ آپ ہی تھے جنہوں نے اپنی سگی بہن کے کردار پر شک کیا تھا۔ آپ ہی نے ان کی شادی کی مخالفت کی تھی۔ اور جب اماں اور ابا چلے گئے تو یہ آپ ہی تھے جنہوں نے ہمیں پریشان کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی۔" اس الزام پر شفاعت چچا نے تڑپ کر رجاء کو دیکھا۔

"تم غلط سمجھ رہی۔۔۔۔۔۔۔۔۔" انہوں نے فوراً کہنا چاہا لیکن رجاء نے بات کاٹ دی۔

"اور یہ آپ ہی تھے جنہوں نے ہمیں زمانے کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور کیا۔" بوا تاسف سے رجاء کو دیکھتی رہیں۔ رجاء نے بوا کی نظروں کو سراسر نظرانداز کر دیا۔

"تم غلط سمجھ رہی ہو بیٹا۔ یہ سچ ہے کہ میں نے آپا کے لیے کچھ اچھا نہیں کیا۔ جس کی مجھے بہت شرمندگی ہے لیکن میں نے بھائی اور بھابھی کے بعد تم لوگوں کو پریشان کرنے کا سوچا بھی نہیں۔ تمہیں ضرور غلط فہمی ہو رہی ہے۔" انہوں نے وضاحت دیتے ہوئے کہا۔

"چلیں! میں غلط ہی سہی آپ یہ بتائیں کہ آج آپ کو قریباً ڈھائی دہائیوں کے بعد

یہاں آنے کا خیال کیسے آیا؟" رجاء نے انگلیوں پر کچھ اعداد و شمار کرتے ہوئے کہا۔ وہ بہت سکون سے بات کر رہی تھی۔ انتہائی مہذب انداز میں۔ چچا کچھ دیر کچھ بول نہیں سکے اور یونہی بیٹھے رہے۔ پھر کچھ توقف سے بولے۔

"آپ دونوں تو جانتی ہیں کہ شہیر کی شادی زیادہ عرصہ چل نہیں سکی۔ اس کی بیوی نے طلاق کا مطالبہ کر لیا تھا۔ میرا ایک ہی بیٹا ہے اور میں اسے جب یوں دیکھتا ہوں تو کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ اتنا بڑا گھر ویران پڑا ہے۔ میں شہیر کیلئے رجاء بیٹی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"میں نے رجاء کی منگنی کر دی ہے۔ ابھی کچھ دن پہلے ایک رشتہ آیا تھا اور مجھے مناسب لگا تو میں نے تاخیر کرنا ٹھیک نہیں سمجھا۔ بہت جلد ہی نکاح بھی کر دوں گی۔" بوا نے شفاعت صاحب کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ رجاء بوا کو حیرانی سے دیکھ رہی تھی۔ اس نے نقاب کر رکھا تھا اسلئے بوا کو اس کے تاثرات کا اندازہ نہیں ہوا۔

"آپ نے مجھے بتایا کیوں نہیں؟" شفاعت چچا نے حیرت زدہ لہجے میں پوچھا۔

"ہاں جب شہیر کے لیے لڑکی بوا نے پسند کی تھی تو مجھے لگا میرے لیے لڑکا آپ ڈھونڈیں گے لیکن۔۔۔۔۔ خیر اب کیا کر سکتے ہیں۔" رجاء نے مصنوعی تاسف سے

کہا۔شفاعت چچا کا شرمندگی سے سر جھک گیا۔اب وہ کیا وضاحت دیتے۔شفاعت چچا کچھ دیر خاموش بیٹھے رہے پھر اٹھ کھڑے ہوئے۔

"ٹھیک ہے آپا اب میں چلتا ہوں۔" وہ افسردہ سے بولے۔

"امید کرتا ہوں آپ نے مجھے معاف کر دیا ہوگا۔" انہوں نے بوا کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔بوا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔وہ شکستہ قدموں لیکن پر سکون دل کے ساتھ باہر چل دیئے۔

رجاء نے بھی بوا کو خدا حافظ کہا اور چچا کے پیچھے ہی باہر نکل آئی۔وہ پہلے ہی بہت لیٹ ہو چکی تھی۔چچا گاڑی میں بیٹھ رہے تھے اس نے ایک نظر دیکھا اور پھر رخ پھیر لیا۔اس کے ذہن میں کچھ کلک ہوا۔اس نے پھر رخ موڑ کر دیکھا۔ڈرائیونگ سیٹ پر وہی لڑکا حارث بیٹھا تھا۔ جس نے اسے گھر سے نکلنے سے منع کیا تھا۔اس لڑکے نے رجاء کو دیکھا لیکن فوراً نظر انداز کر دیا۔وہ جو سمجھ رہی تھی کہ اب تمام گتھیاں سلجھ چکی ہیں، نئے سرے سے الجھ چکی تھی۔اس نے پہلی بار پولیس سے مدد لینے کا فیصلہ کیا۔وہ پریشان سی کالج کی طرف چل دی۔کیونکہ وین تو وہ مِس کر چکی تھی۔

"وہ سٹاف روم میں صوفے کی پشت پر سر ٹکائے بیٹھی تھی کہ چپڑاسی آیا اور وہ فوراً سیدھی ہوئی۔

"آپ کو پرنسپل بلا رہے ہیں۔" اس نے اطلاع دی۔

"میں آتی ہوں۔" چپڑاسی چلا گیا۔ وہ کچھ دیر اپنی کنپٹی مسلتی رہی پھر اٹھی اور آفس کی طرف چل دی۔ وہ صبح سے دانستہ آفس جانے سے اعراض برت رہی تھی۔ وہاں پہنچ کر اس نے دروازہ ناک کیا۔

"کم ان۔" اجازت ملنے پر وہ اندر گئی۔

"مجھے آپ کی leave application ملی ہے۔ آپ نے تقریباً ایک ہفتے کی لیو مانگی ہے۔ کیا میں جان سکتا ہوں کس لیے؟" اس نے سنجیدگی سے کہا۔

"میرے کچھ ذاتی مسائل ہیں اس لیے میں کچھ دن آف لینا چاہتی ہوں۔" اس نے نظریں جھکائے ہی جواب دیا۔ وہ اپنی پریشانی ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"اور آپ کے بغیر کالج میں کتنے مسائل ہو سکتے ہیں اس کا اندازہ ہے آپ کو؟ آئی مین سٹوڈنٹس کا کتنا loss ہوگا۔ اور ہمارے پاس فی الحال کوئی ایسا ٹیچر نہیں ہے جو آپ

کی کلاسز کو ہینڈل کر سکے۔" اس نے پرنسپل کی سی سنجیدگی سے کہا۔

"اس بارے میں میں نے شجیعہ اور محسن سے بات کر لی ہے۔ وہ دونوں مل کر manage کر لیں گے۔" اس نے مسئلے کا حل پیش کیا۔ اوع جواب طلب نظروں سے اسے دیکھا۔

"کیا آپ شیور ہیں کہ وہ سنبھال لیں گے؟ کیونکہ میں سٹوڈنٹس کی سٹڈیز پر compromise نہیں کر سکتا۔" وہ ہنوز سنجیدہ تھا۔

"آئی ایم شیور وہ سنبھال لیں گے۔ دونوں ہی بہت قابل ٹیچرز ہیں۔ اگر میری مجبوری ناہوتی تو میں کبھی چھٹیوں کا ناسوچتی۔" وہ معمول سے زیادہ سنجیدہ لگ رہی تھی۔

"ایسی کیا مجبوری ہے؟ میرا مطلب پہلے آپ نے کبھی ایسے چھٹی پر جانے کا نہیں کہا۔" محب نے پتہ نہیں کن خطرات کے پیشِ نظر پوچھا۔ رجاء نے ایک نظر اسے دیکھا لیکن کچھ کہا نہیں۔ تبھی محسن اندر آیا۔

"سر مجھے تو دال میں کچھ کالا لگ رہا ہے۔ پہلے تو انہوں نے کبھی چھٹی نہیں مانگی۔ اور وہ بھی سیدھا ایک ہفتے کی۔" محسن نے یقیناً محب کی بات سن لی تھی اسی لیے بولا۔

"مطلب؟" محب نے پوچھا۔

"سر اب مجھے مطلب بتاتے ہوئے کچھ جھجک سی محسوس ہو رہی ہے۔ کیا ہے ناں میں بچپن سے ہی شرمیلا واقع ہوا ہوں۔" محسن نے اپنے انداز میں کہا۔ وہ بہت ہی ہنس مکھ طبیعت کا مالک تھا۔ ہمیشہ اس کے چہرے پر شرارت رہتی ہی تھی۔ رجاء اس کی بات اور انداز پر مسکرا دی۔

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔" اسکا رخ ساتھ والی کرسی پر بیٹھے محسن کی طرف تھا۔ محب کی پیشانی پر نا چاہتے ہوئے بھی بل پڑ گئے۔

"تو پھر کیسی بات ہے۔ کہیں ایسا نہ ہوا ایک ہفتے بعد آپ اپنے مسٹر کے ساتھ ان کی گاڑی میں تشریف لائیں اور ہمارے پوچھنے پر شرماتے ہوئے کہیں۔" یہ میرے وہ ہیں۔" کیوں سر؟"

محسن نے عملی طور پر کر کے دکھایا۔ رجاء کی مسکراہٹ اور گہری ہو گئی۔

"محسن تمہیں ایک ہفتے کے لیے رجاء کی کلاسز سنبھالنی پڑیں گی۔ تمہیں کوئی مسئلہ تو نہیں؟" محب کے لہجے میں سختی در آئی۔ رجاء اور محسن کی مسکراہٹ پل میں سمٹی۔

"نہیں سر۔ کوئی مسئلہ نہیں۔ میں اور شجیعہ مل کر ہینڈل کر لیں گے۔" اب کی محسن نے بھی سنجیدگی سے کہا۔

"ٹھیک ہے اب تم جا سکتے ہو۔" محسن بیچارہ مسکین شکل بنائے چلا گیا۔ وہ شاید کسی کام سے آیا تھا۔

"آپ مجھے اپنے مسائل بتا سکتی ہیں۔" وہ اب رجاء کی طرف متوجہ ہوا۔

"خیر! اب ایسے بھی کوئی مسائل نہیں ہیں آپ تکلف نا کریں۔" اس نے ہلکے پھلکے انداز میں کہا۔

"میں بذاتِ خود تکلفات کو پسند نہیں کرتا۔ آپ ہی ہیں جو تکلفات میں پڑ رہی ہیں۔ یو کین شئیر۔" اس نے اس کریدا۔

"سر کیا میں سمجھوں کہ میری درخواست اپرووہو گئی ہے؟" رجاء نے بات ہی بدل دی۔ محب نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"لیکن کہیں ایسا نہ ہو کہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" محب نے بات ادھوری چھوڑ دی۔ رجاء نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

" خاک ہو جائیں گے ہم تم کو خبر ہونے تک " محب نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا۔

رجاء کو بالکل بھی اس طرح کے کسی جملے کی توقع نہیں تھی۔ وہ فوراً کرسی سے اٹھی۔

"سر میں جاؤں؟" اس نے بے تاثر لہجے میں پوچھا۔

"جی! لیکن آپ کسی بھی ایمر جنسی کی صورت میں مجھے کال کر سکتی ہیں۔" محب نے فکر مندی سے کہا۔ اور وہ فوراً آفس سے نکل آئی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ شجیعہ کو بتا دے لیکن پھر اپنی سوچ پر خود ہی خود کو کوسا۔ یہ مسئلہ تو اب پولیس ہی حل کرے گی۔ وہ آج رابعہ کے گھر جانے کا سوچ رہی تھی۔ رابعہ اسکی یونیورسٹی میں دوست تھی اور اس کے ابو پولیس انسپکٹر تھے اسے فی الحال ان سے بات کرنے میں ہی مسئلے کا حل نظر آیا۔

وہ رابعہ کے گھر بیٹھی اس کے ابو سے بات کر رہی تھی جو اتفاقاً آج کسی کام کے سلسلے

میں گھر پر ہی تھے۔

"تو بیٹا آپ کو پہلے ہی پولیس سے رابطہ کرنا چاہیے تھا۔" رابعہ کے ابا نے کہا۔

"انکل پہلے تو میں اسے اپنا وہم ہے سمجھتی رہی۔ لیکن اب مجھے حقیقتاً پریشانی ہونے لگی ہے۔میں نے بوا کو ابھی اس بارے میں کچھ نہیں بتایا۔اِن فیکٹ آپ کے علاوہ کسی کو بھی نہیں بتایا۔" رجاء نے نقاب نہیں اتارا تھا اس کی صرف آنکھیں ہی نظر آرہی تھیں۔اور اس کی آنکھوں سے ہی پریشانی واضح نظر آرہی تھی۔

"بہت اچھا کیا۔کیا آپ مجھے ایگزیکٹلی بتا سکتی ہیں کہ کب سے آپ کا پیچھا کیا جارہا ہے؟" انہوں نے مخصوص پولیس والا انداز اپنایا۔

"قریباً ایک مہینے سے۔لیکن میں اس لیے بھی زیادہ پریشان نہیں ہوئی تھی کہ کبھی ایسا ہوتا تھا اور کبھی نہیں ہوتا تھا۔لیکن اب تو اکثر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" رجاء نے ساری بات تفصیل سے بتائی۔

"آپ مجھے اپنے گھر کا ایڈریس اور اپنا نمبر دے دو۔اور میرا نمبر بھی اپنے فون میں سیو کر لو۔اوکے؟ انہوں نے شفقت سے کہا۔رابعہ رجاء کے ساتھ بیٹھی خاموش تماشائی کا

کردار ادا کر رہی تھی۔

"جی"!

"آپ پریشان نا ہو۔ میں آج ہی اسکا حل کرتا ہوں۔"

"تھینک یو انکل! میں اب چلتی ہوں۔" وہ کہتے ہوئے اٹھی اور رابعہ سے ملی۔

"میں آپ کو ڈراپ کروا دیتا ہوں۔ آپ جانتی ہیں آپ کا اکیلے جانا سیف نہیں ہے۔" رابعہ کے ابا نے کہا۔

"نہیں اسکی ضرورت نہیں ہے میں خود چلی جاؤں گی۔" رجاء نے منع کرنا چاہا۔

"نہیں بیٹا میں آپ کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"انکل آپ پلیز تکلف نہ کریں میں چلی جاؤں گی۔" اس نے رسان سے کہا اور خدا حافظ کہہ کر باہر نکل آئی۔ یہاں سے اس کے گھر کا فاصلہ اتنا زیادہ نہیں تھا۔ قریباً بیس منٹ کا واکنگ ڈسٹینس تھا۔ سو اس نے پیدل جانا ہی مناسب سمجھا۔ وہ ابھی پانچ منٹ ہی چلی ہو گی کہ اس نے اپنے ارد گرد غیر معمولی حرکات نوٹس کیں۔ اس کے آگے تین نوجوان لڑکے چل رہے تھے۔ تینوں نے کانوں میں ہینڈز فری گھسا رکھی تھیں اور

تینوں نے پی کیپ پہن رکھی تھیں۔ان لڑکوں کے آگے ایک کار بہت سُست رفتار سے چل رہی تھی۔اس کے بائیں طرف ایک ریش بزرگ لاٹھی پکڑے پاؤں گھسیٹتے ہوئے چل رہا تھے۔اس نے ایک نظر ان بزرگ کی طرف دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہے تھے۔اسے ان کی سرخ آنکھوں سے خوف آیا۔اسے اپنے پیدل اور اکیلے آنے پر جی بھر کر غصہ آیا۔کیا تھا جو وہ رابعہ کے ساتھ گھر آجاتی۔اس نے فوراً رابعہ کے والد وارث انکل کو میسج کیا۔

I’m being stalked“

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اور ساتھ ہی لوکیشن بھی سینڈ کر دی۔اس کے ہاتھ بہت تیزی سے چل رہے تھے۔اسے سمجھ نہیں آیا کہ فوراً کیا کرے۔اس نے محب کو میسج کر دیا۔

“Please help me, I am in trouble.”

"اور اس کو بھی لوکیشن سینڈ کر دی۔باریش بزرگ آہستہ آہستہ اس کے قریب آتے جارہے تھے۔اس نے فوراً وارث انکل کا نمبر ملایا۔دوسری طرف بیل جارہی تھی قریب تھا کہ وہ فون اٹھا لیتے کہ اگلے ہی پل اس کے ہاتھ سے موبائل چھین لیا

گیا۔ موبائل چھیننے والے وہی باریش بزرگ تھے۔ رجاء نے فوراً بھاگنا چاہا۔ لیکن سامنے چلتے نوجوانوں میں سے اس کی طرف بڑھا اور دوسرے نے فوراً اس کے منہ پر رومال رکھ دیا۔ اس نے بہت ہاتھ پاؤں مارنے چاہے لیکن اس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا رہا تھا۔ بے ہوشی کی دنیا میں داخل ہونے سے پہلے اسے جو چہرہ یاد آیا وہ بوا کا تھا اور بیک گراؤنڈ میں محب کی آواز چل رہی تھی۔

"خاک ہو جائیں گے ہم تم کو خبر ہونے تک"

وہ اور شجیعہ ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے لنچ کر رہے تھے۔ اس نے شجیعہ کو رجاء کی ایک ہفتے کی چھٹی کے بارے میں بتایا۔ جو کہ وہ پہلے سے ہی جانتی تھی۔ اور اس سے چھٹی کی وجہ پوچھی لیکن رجاء نے شجیعہ کو بھی وجہ نہیں بتائی تھی۔ وہ حیران تھا کہ پہلے رجاء نے ایسے پورے ایک ہفتے کی چھٹی نہیں لی۔ حالانکہ باقی ٹیچرز شادی اور دوسرے فنکشنز اٹینڈ کرنے کے لیے چھٹی لیا کرتے تھے۔ لیکن رجاء نے کبھی ایسی رسومات کے لیے بھی چھٹی نہیں لی۔ وہ صرف بیماری کی حالت میں ہی چھٹی کرتی تھی۔ وہ ابھی کھانا کھا رہے تھے کہ شجیعہ کا موبائل فون بجا۔ شجیعہ نے دیکھا تو اوپر بوا کالنگ لکھا آرہا تھا۔ یہ رجاء کے گھر کا نمبر تھا۔ شجیعہ کو حیرت کا جھٹکا لگا کیونکہ پہلی بار اس نمبر سے فون آیا تھا

م۔اس نے یہ نمبر کسی ایمر جنسی صورتحال کے لیے سیو کر لیا تھا۔اس نے فون اٹھایا۔

"السلام علیکم بوا"!

"وعلیکم السلام بیٹا! کیسی ہو؟"بوا کی آواز میں بے چینی سی تھی۔

"میں ایک دم فٹ۔آپ بتائیں؟"

"میں ٹھیک ہوں۔بیٹا تمہارے پاس رابعہ کا نمبر ہے؟یا اس کے گھر کا پتہ وغیرہ۔وہ اصل میں رجاء نے کالج سے واپسی پر رابعہ سے ملنے اس کے گھر جانا تھا۔وہ کافی عرصے سے کہہ رہی تھی۔لیکن پہلے رجاء کو اتنی دیر نہیں ہوئی۔اس کا فون بھی مصروف آرہا ہے۔اسی لیے تمہیں فون کرنا پڑا۔"بوا فکر مندی سے کہہ رہی تھیں۔شجیعہ کو نہ تو کسی رابعہ کا علم تھا نہ اس کے گھر کا پتہ۔محب بڑے غور سے اس کے تاثرات دیکھ رہا تھا۔

"نہیں بوا میرے پاس کسی رابعہ کا نمبر تو نہیں ہے لیکن میں کسی سے پوچھ کر آپ کو فون کرتی ہوں۔آپ پریشان نہ ہوں،وہ ابھی آجائے۔"شجیعہ نے اپنی طرف سے بوا کی پریشانی کم کرنے کی کوشش کی۔بوا نے الوداعی کلمات کے بعد فون رکھ دیا۔محب اب اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"رجاء ابھی تک گھر نہیں پہنچی ہے۔بوا کہہ رہی تھیں کہ پہلے کبھی اس کو اتنی دیر نہیں ہوئی۔"شجیعہ کے چہرے سے پریشانی واضح نظر آرہی تھی۔محب کو بھی فکر لاحق ہو

گئی۔

"بوا کے پاس اس کے وین ڈرائیور کا نمبر نہیں ہے؟ ذرا فون کر کے پوچھو۔"

"بھائی آج اس نے وین پر تھوڑی جانا تھا۔ کالج سے واپسی پر اسے اپنی فرینڈ کے گھر جانا تھا۔ اس لیے شاید وہ کسی ٹیکسی ویکسی پر گئی ہو گی۔" شجیعہ نے معقول دلیل پیش کی۔ محب دونوں ہاتھوں کی انگلیاں باہم پھنسائے پتہ نہیں کیا سوچ رہا تھا کہ اس کے موبائل کی میسج بیپ بجی۔ رجاء کا میسج تھا۔

"Please help me, I am in trouble."

ساتھ ہی لوکیشن بھی تھی۔ شجعیہ نے محب کے چہرے کا واضح رنگ اڑتے دیکھا۔

"کیا ہوا؟" شجیعہ نے بے چینی سے پوچھا۔ محب نے سکرین اس کے سامنے کر دی۔

"تم بوا کو فون کر کے کہو کہ تمہاری رجاء سے بات ہو گئی ہے۔ اس کو ابھی تھوڑی دیر ہو جائے گی۔ وہ پریشان نہ ہوں۔" اس نے اٹھتے ہوئے کہا۔ شجیعہ نے سر ہلا دیا۔ اس نے کار کی چابیاں لیں اور فوراً گھر سے نکل گیا۔ شجعیہ نے فوراً بوا کو فون کر کے بتا دیا۔ اور خود جائے نماز بچھا کر بیٹھ گئی۔ خوشی میں ہم بھلے اللہ تعالیٰ کو یاد نا کریں لیکن مشکل میں ہم اسی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

اس کو جب ہوش آیا تو اس نے اپنے آپ کو نیم اندھیرے کمرے میں ایک کرسی پر بیٹھے پایا۔اس کے ہاتھ رسی کے ذریعے کرسی کے بازوؤں سے بندھے ہوئے تھے۔اس نے کمرے کو غور سے دیکھا تو وہ کسی گھر کا سٹور روم لگ رہا تھا۔اس کو وقت کا اندازہ نہیں ہو پا رہا تھا۔اس نے اپنے بیگ اور فون کی تلاش میں نظریں دوڑائیں لیکن اس کو گرد آلود فرنیچر اور دوسری گھریلو اشیاء کے علاوہ کچھ نظر نہیں آیا۔وہ یہی سوچ سوچ کر پریشان ہو رہی تھی کہ بوا اس وقت کتنی پریشان ہوں گی۔وہ کچھ دیر ادھر ادھر دیکھتی اس سے نکلنے کا حل سوچتی رہی۔اسے یکدم محسوس ہوا کہ اس کے چہرے پر نقاب نہیں ہے۔وہ تھوڑا جھکی اور اپنے چہرے کو دائیں ہاتھ کی طرف لے گئی۔بندھے ہوئے ہاتھ سے اس نے نقاب صحیح کرنے کی کوشش کی۔تھوڑا بہتر ہوا تو یونہی بائیں ہاتھ کی طرف چہرہ لے گئی اور دوسری طرف سے نقاب صحیح کرنے کی کوشش کرنے لگی۔نقاب صحیح تو نہیں ہوا لیکن اس کا چہرہ کافی حد تک چھپ گیا تھا۔تبھی دروازہ کھلا اور ایک آدمی اندر آیا اور لائٹ آن کی۔رجاء نے آنکھیں بند کر لیں۔پھر آہستہ سے آنکھیں کھول کر اس آدمی کا چہرہ دیکھا۔وہ اب اس کے سامنے آ کھڑا ہوا تھا۔وہ حارث تھا۔حارث نے اسے دیکھ کر تاسف سے نفی میں سر ہلایا۔

جیسے کہہ رہا ہو "میری بات مان لیتیں تو تمہارا کیا جاتا۔اب بھگتو۔" رجاء کو فوری طور پر

کچھ سمجھ نہیں آیا۔وہ اس سے کچھ پوچھنے لگی تھی کہ قدموں کی آہٹ سنائی دی۔دو نفوس کمرے میں داخل ہوئے۔پہلے وہ سرخ آنکھوں والے باریش بزرگ تھے اور ان کے پیچھے۔۔۔۔۔۔۔

ان کے پیچھے شفاعت چچا تھے۔رجاء کی آنکھیں بے یقینی سے پھیل گئیں۔اب یہ دن ہی دیکھنا رہ گیا تھا۔

"کیسی ہو رجاء بیٹی؟امید کرتا ہوں کہ تمہیں زیادہ تکلیف نہیں ہوئی ہو گی۔"انہوں نے اپنے مخصوص شہد میں بھیگے لہجے میں کہا۔

"اور کتنا گریں گے آپ؟کس کس طریقے سے ہمیں پریشان کریں گے۔"رجاء نے نخوت سے کہا۔

"ایسے نہیں کہتے بیٹا۔اور میں خدانخواستہ کیوں تم لوگوں کو پریشان کرنے لگا۔"وہ کرسی کھینچ کر اس کے سامنے بیٹھ گئے۔اب وہ براہ راست اسے دیکھ سکتے تھے۔

"کیا ملتا ہے آپ کو یہ سب کر کے؟satisfaction ؟سکون؟کیونکہ اس میں آپ کا کوئی مالی فائدہ تو ہو نہیں سکتا۔"وہ بہت آرام سے بات کر رہی تھی۔لیکن آواز میں غصہ اور ناپسندیدگی واضح تھی۔

"تمہیں کیا لگتا ہے کہ میں ذہنی طور پر بیمار ہوں جو یہ سب اپنے satisfaction

اور سکون کے لیے کروں گا اور اس میں میرا کوئی مالی فائدہ نہیں ہے؟" انہوں نے استہزائیہ انداز میں کہا اور ہلکا سا مسکرائے۔ رجاء ناسمجھی سے انہیں دیکھنے لگی۔

"تم نے کہہ دیا کہ بھائی ساری پراپرٹی ٹرسٹ کو دے چکے ہیں۔ میں نے مان لیا۔ تم نے کہا کہ تم لوگوں کے پاس اس گھر کے علاوہ کوئی دوسرا آسرا نہیں ہے، میں نے مان لیا۔ لیکن تم نے کبھی گاؤں والے گھر کی بات ہی نہیں کی۔" انہوں نے شکوہ کناں لہجے میں کہا۔ وہ ٹانگ پر ٹانگ رکھے اس کو بغور دیکھتے ہوئے بول رہے تھے۔ رجاء کے تاثرات میں کوئی فرق نہیں آیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"شاید آپ بھول رہے ہیں کہ وہ گھر بوا کے حصے میں آیا تھا۔ اب کیا اپنی بہن کا حصہ بھی چھیننا چاہتے ہیں؟"

"بہن بھی تو میری ہی ہیں۔ اور آپا اتنے بڑے گھر کا کیا کریں گی؟ تمہاری شادی ہو جائے گی اور تم اپنے سسرال چلی جاؤ گی۔ اس کے بعد۔۔۔۔۔؟" انہوں نے ڈھٹائی سے کہا۔ رجاء نے تاسف سے سر ہلایا۔

"مجھے اندازہ نہیں تھا کہ لالچ انسان کو اس قدر اندھا کر دیتا ہے۔ آپ کے پاس کس چیز کی کمی ہے جو آپ۔۔۔۔۔؟ آپ اپنے مفاد کے لیے کچھ بھی کر گزریں گے؟" رجاء کی باتیں بے ربط تھیں اور اسے خود بھی اس کا احساس تھا۔

"ظاہر ہے میں بھی گوشت پوست کا انسان ہوں۔ میری بھی خواہشات ہیں۔" انہوں نے نرمی سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کچھ خواہشات پوری ہونے کے لیے نہیں ہوتیں۔" اس نے ترکی بہ ترکی کہا۔ اس نے ایک نظر چچا کے پیچھے کھڑے حارث کو دیکھا جو ان کی بحث سے بالکل بیزار نظر آ رہا تھا لیکن ہاتھ باندھے بالکل چوکس کھڑا سامنے دیکھ رہا تھا۔

"اگر پوری نہ ہوں تو وہ خواہشات ہی نہیں کہلاتیں۔ ہم بس ان کو پورا کرنے والے آپشنز میں سے کسی آپشن کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ غور کریں تو ہمارے پاس بہت سے طریقے ہوتے ہیں ان خواہشات کو پورا کرنے کے۔"

"کیسے آپشنز؟" رجاء کی گردن کی گلٹی ڈوب کر ابھری۔ انہوں نے ٹانگ سے ٹانگ اتاری اور تھوڑا آگے کو جھکے۔

"دیکھو رجاء بیٹا! اگر تم آپا کے پاس نہ رہیں تو آپا بالکل اکیلی ہو جائیں گی۔ ٹوٹ سی جائیں گی۔ اور مجھے نہیں لگتا انہیں کسی چیز میں دلچسپی رہے۔ مادیت پسند تو وہ پہلے ہی نہیں ہیں سو ان سے گھر کے پیپرز لینا کچھ مشکل نہیں ہو گا۔ معاف تو وہ مجھے پہلے ہی کر چکی ہیں۔ اب اپنے چھوٹے بھائی کی محبت میں اتنا تو کر ہی سکتی ہیں۔ اور یوں میری resort بنانے کی خواہش بھی پوری ہو جائے گی۔" وہ اب بھی مسکرا رہے تھے۔ رجاء کچھ بول

نہیں سکی۔

رجاء کے پیچھے کھڑے بزرگ کمرے سے نکلے۔ جاتے ہوئے شفاعت چچا کو نافہم سا اشارہ کیا۔ شفاعت صاحب نے آنکھیں بند کر کے رضامندی دی۔ رجاء کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی دوڑ گئی۔ اس نے ایک نظر حارث کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں اس کے لیے ہمدردی تھی۔

"اور شہیر؟ مجھے لگا یہ سب شہیر کروا رہا ہے؟" اس نے اپنے حواس پر قابو پاتے ہوئے کہا۔ مقصد چچا کو باتوں میں الجھانا تھا کیونکہ اب وہ کچھ اور نہیں کر سکتی تھی۔

"شہیر اتنا سمجھدار ہوتا تو کیا ہی بات تھی۔ وہ صرف تم سے شادی کرنا چاہتا تھا۔ میرے ایک دو بار سمجھانے سے یا یوں کہہ لو کہ دھمکانے سے وہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔ بھئی تم سے شہیر کی شادی کرنے سے ہمیں کیا فائدہ ہوتا؟" انہوں نے رسان سے بتایا۔

"آپ کو ڈر نہیں لگتا یہ سب کرتے ہوئے؟ صبح آپ ہی مکافات عمل پر درس دے رہے تھے ناں؟" اس نے طنز کیا۔

"اوہ کم آن! ایسا کچھ نہیں ہوتا۔۔۔۔۔۔۔" انہوں نے ناک سے مکھی اڑائی۔ ان کی بات ادھوری رہ گئی۔ وہ بزرگ نما آدمی واپس کمرے میں آکر ان کے کان میں کچھ کہہ رہا تھا۔ اس کی سرخ آنکھیں رجاء پر گڑی تھیں۔

شفاعت چچا کو یکدم غصہ آ گیا۔ وہ رجاء کی طرف بڑھے اور اس کو گردن سے دبوچ لیا۔ رجاء کا نقاب جو پہلے ہی گزارے لائق تھا، اتر گیا۔ حارث اس کا چہرہ دیکھ کر ٹھٹکا ضرور لیکن فوراً کمرے سے نکل گیا۔

رجاء کی آنکھوں میں بے یقینی سی بے یقینی تھی۔ کوئی ایسا بھی کر سکتا ہے؟ اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ دفعتاً باہر کچھ لوگوں کے دوڑنے کی آوازیں آئیں۔ وہ آوازیں قریب آ رہی تھیں۔ سرخ آنکھوں والے آدمی نے فوراً دروازہ بند کیا اور لاک کر دیا۔ رجاء چیخ رہی تھی۔ اس سے جس قدر مزاحمت ہو سکتی تھی وہ کر رہی تھی۔ سرخ آنکھوں والا آدمی اس کی طرف بڑھا اور اس کے منہ پر مضبوطی سے ہاتھ رکھ دیا۔ اس کی آواز دب گئی۔ قدموں کی آوازیں اب بہت قریب تھیں۔ رجاء کا دم گھٹ رہا تھا۔ اس کو سانس لینے میں دشواری ہو رہی تھی۔ وہ دل ہی دل میں بہت دعائیں کر رہی تھی۔ اس کے آنسوؤں میں مزید روانی آ گئی۔ تبھی دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا۔ شفاعت صاحب نے فوراً اپنے ہاتھ واپس کھینچے اور سیدھے کھڑے ہو گئے۔ رجاء نے دروازے کی سمت دیکھا۔

سب سے پہلے اندر آنے والا شخص محب تھا۔ اس کے پیچھے وارث انکل اور چند پولیس اہلکار تھے۔ محب کی آتے ہی اس پر نظر پڑی۔ وہ آگے بڑھا اور اس کے ہاتھوں کی

رسیاں کھولنے لگا۔ایک نظر اس کے چہرے کو دیکھا۔اس کی آنکھوں سے آنسو لڑیوں کی صورت بہہ رہے تھے۔

پولیس نے شفاعت صاحب اور اس سرخ آنکھوں والے آدمی کو پکڑا۔

"شفاعت صاحب آپ؟"وارث صاحب نے حیرانی سے کہا۔وہ ایک کامیاب بزنس مین تھے اور کافی مشہور تھے۔وارث صاحب کو انہیں پہچاننے میں دیر نہیں لگی۔

شفاعت صاحب نے آنکھیں پھیر لیں۔محب نے رجاء کے ہاتھوں کی رسیاں کھولیں۔ وہ وارث انکل کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی۔

"تم عفان کے بیٹے ہو ناں؟"شفاعت صاحب کی محب پر نظر پڑی تو انہوں نے کہا۔محب نے کوئی جواب نہیں دیا۔بس غصے سے انہیں دیکھتا رہا۔

"اچھا تو آپا رجاء کو اپنی ہی بہو بنانا چاہتی ہیں۔تم سے شادی کرنا چاہتی ہیں اس کی؟"انہوں نے نخوت سے کہا۔محب اور رجاء نے حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"آپ کے کہنے کا کیا مطلب ہے؟"محب نے پوچھا۔

"اتنے معصوم تو تم ہو نہیں۔تمہاری ماں یعنی الماس آپا ہی اس کی بوا ہیں۔انہی کے ساتھ رہتی ہے یہ۔مجھے لگا تم لوگ آتے جاتے ہو گے۔لیکن تم لوگ ابھی تک ناواقف

ہو۔ خیر۔۔۔"انہوں نے لاپرواہی سے کہا۔ یہ خبر محب اور رجاء دونوں کے لیے کسی دھماکے سے کم نہیں تھی۔

"شفاعت صاحب آپ جیسے بندے سے اس قسم کی حماقت کی امید نہیں تھی۔" وارث صاحب نے افسوس سے کہا۔ شفاعت صاحب کچھ نہیں بولے۔

"لے جاؤان دونوں کو۔"انہوں نے اپنے ساتھ آئے اہلکاروں کو کہا تو وہ ان دونوں کو دبوچتے ہوئے لے گئے۔

"چلو بیٹا میں آپ کو گھر چھوڑ دیتا ہوں۔"انہوں نے نرمی سے رجاء سے کہا۔

"نہیں آپ کا بہت شکریہ۔ میں خود انہیں چھوڑ دوں گا۔"رجاء کی بجائے محب نے کہا۔ وارث صاحب نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا۔ اور محب سے ہاتھ ملایا اور انہیں خدا حافظ کہتے ہوئے چلے گئے۔

محب نے رجاء کا ہاتھ پکڑا اور اسے لے کر باہر چل دیا۔ رجاء نے کوئی مزاحمت نہیں کی۔ فی الحال وہ کسی قسم کا ردعمل دینے کی پوزیشن میں نہیں تھی۔

"کسی کی بات ماننا تو گھٹی میں ہی نہیں ہے نا!"محب نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ کوئی جواب تو کیا دیتی پھر سے آنسو بہانے لگی۔ محب نے اسے سخت نگاہ سے دیکھا تو وہ چپ چاپ آنسو صاف کرنے لگی۔ اس وقت وہ محب کو ایک چھوٹی سی معصوم سی بچی لگی

تھی۔

محب کی بات سو فیصد درست تھی۔ جب بھی رجاء نے دوسروں کی باتوں یا نصیحتوں کو نظرانداز کیا، نقصان ہی اٹھایا تھا۔ کیا تھا جو وہ حارث کی بات مان لیتی اور بروقت کچھ انتظام کر لیتی۔ کیا تھا جو وہ محب کی بات مان کر اسے ساری بات بتا دیتی۔ کیا تھا جو وہ وارث انکل کی بات مان کر ان کے ساتھ گھر چلی جاتی۔

وہ گاڑی تک آئے، محب کو یقین تھا کہ وہ پچھلی سیٹ پر بیٹھے گی اس لیے اس نے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولا اور اسے بیٹھنے کو کہا۔ وہ ناچار فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی۔ محب ڈرائیو کرنے لگا۔ اسے گھر کا ایڈریس رجاء سے پوچھنے کی ضرورت تو تھی نہیں سواسے آرام سے گھر لے گیا۔

بوا کا پریشانی سے برا حال تھا۔ وہ جلے پیر کی بلی کی طرح ادھر سے ادھر چکر لگا رہی تھی۔ اور زیر لب بہت سی دعائیں کر رہی تھیں۔ شجیعہ کا فون آئے بھی کافی گھنٹے بیت چکے تھے۔ دوپہر سے شام اور شام سے رات ہو چکی تھی۔ لیکن رجاء کا کچھ اتا پتا نہیں تھا۔ دفعتاً دروازے کی بیل بجی۔ بوا دوڑتی ہوئی دروازے تک گئی اور دروازہ کھولا۔ سامنے رجاء کے کالج کا پرنسپل آنکھوں پر چشمہ لگائے کھڑا بوا کو بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔

"آؤ بیٹا!" بوا نے اسے اندر آنے کی دعوت دی۔اس کے پیچھے سے رجاء نمودار ہوئی۔

وہ دروازے سے اندر آئی اور بوا کے گلے لگ کر رو دی۔ بوا کی پریشانی میں مزید اضافہ ہوا۔وہ رجاء کو چپ کروانے کی کوشش کرتی رہیں۔ محب نے دروازہ بند کیا۔ بوا رجاء کو لے کر اندر آئیں تو وہ بھی ان کے ساتھ اندر آ گیا

"چپ ہو جاؤ رجاء!" یہ اور اس جیسے اور بھی بہت سے جملے بوا نے پچھلے پانچ منٹوں میں کہے تھے۔ وہ تینوں اب ہال میں بیٹھے تھے۔ رجاء بوا کے کندھے پر سر ٹکائے بیٹھی تھی۔اس کے آنسو اب تھم چکے تھے اور اسے محب کے سامنے رونے پر خود پہ بہت غصہ آرہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تم بتاؤ بیٹا کیا ہوا تھا؟" بوا نے محب کو مخاطب کیا۔

"مجھے پہلے کی تفصیلات کا تو کچھ خاص علم نہیں ہے سوائے اس کے کہ ان کا کافی دنوں سے پیچھا کیا جا رہا تھا اور یہ اگنور کرتی رہیں۔ مجھے یقین ہے انہوں نے آپ کو بھی نہیں بتایا ہو گا۔ میں نے اپنی سی کوشش کر کے دیکھی تھی کہ یہ کچھ دن گھر میں ہی رہیں۔ لیکن نہیں۔" محب بتا رہا تھا۔ رجاء نے جھٹکے سے سر اٹھایا۔

"تو وہ حارث؟ وہ آپ نے؟۔۔۔" رجاء نے بے ربطی سے پوچھا۔

"جی ہاں اس کو میں نے ہی بھیجا تھا۔ اور وہ میرے ہی کہنے پر آپ کے پیارے شفاعت

چچا کا ڈرائیور بننے پر راضی ہوا تھا۔" محب نے جتاتے ہوئے کہا۔ بوا نا سمجھی اور حیرت کے ملے جلے تاثرات سے ان دونوں کو دیکھ رہی تھیں۔

"پہلے ان کو کبھی کبھی سٹاک کیا جاتا لیکن اب اکثر ہی بلکہ روزانہ ایسا ہوتا تھا۔ آج ان کو خیال آیا کہ کیوں نہ کچھ دن کالج سے آف لے لیا جائے۔ انہوں نے ایک ہفتے کی لیو ایپلیکیشن دے دی۔ اور اس بارے میں بھی یقیناً آپ کو نہیں بتایا ہو گا۔ میرے پوچھنے پر بھی انہوں نے مجھے نہیں بتایا کیونکہ یہ اپنے مسائل خود حل کرنے پر یقین رکھتی ہیں ناں۔" وہ ایک ایک بات جتا کر کر رہا تھا۔ رجاء کچھ شرمندہ سی ہو گئی۔

"پھر آج ہی انہوں نے پولیس سے رابطہ کرنا ضروری سمجھا۔ لیکن وہاں سے واپسی پر ہی ان کو اغواء۔۔۔۔ نہیں چھٹی پر لے جایا گیا۔ اور ان کو چھٹی پر لے جانے والے اور کوئی نہیں آپ کے بھائی محترم جناب شفاعت صاحب تھے۔" اس کا انداز بیان ایسا تھا کہ ایسی سچوایشن میں بھی رجاء مسکرا دی۔ لیکن فوراً ہی اپنی مسکراہٹ سمیٹی۔ بوا ورطۂ حیرت میں تھیں۔

"شفاعت نے؟۔۔۔۔۔ لیکن اس نے ایسا کیوں کیا؟" بوا کے لہجے میں حیرانی اور بے یقینی عود کر آئی۔

"یہ تو اب مجھے نہیں پتہ۔" محب نے کندھے اچکائے۔ بوا اب جواب طلب نظروں

سے رجاء کو دیکھ رہی تھیں۔

"بوا وہ۔۔۔۔۔۔۔آ۔۔۔۔۔۔۔جو گاؤں والا گھر ہے ناں۔۔۔۔۔۔۔جو ہم اتنے عرصے سے بھولے بیٹھے ہیں۔بس وہی لینے کے چکر میں انہوں نے یہ سب کیا۔"رجاء اب کافی سنبھل چکی تھی۔اس نے بوا کو سب بتایا۔بوا کو اس بات سے کافی دکھ پہنچا تھا۔ابھی صبح تو وہ معافی مانگنے آئے تھے اور اب۔۔۔۔۔۔۔بوا سر پکڑ کر بیٹھ گئیں۔

"آپ پلیز پریشان نہ ہوں۔اب وہ آپ کو کبھی پریشان نہیں کریں گے۔"محب نے رسان سے کہا۔بوا کچھ دیر خاموش بیٹھی رہیں۔رجاء نے بوا کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو وہ چونکیں۔

"تم لوگوں نے کھانا تو یقیناً نہیں کھایا ہوگا۔منہ ہاتھ دھولو میں کھانا لگاتی ہوں۔"بوا کہتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"نہیں اب میں چلتا ہوں۔"محب بھی اٹھ گیا۔

"نہیں بیٹا کھانا تو اب تمہیں کھانا ہی پڑے گا۔جاؤ فریش ہو جاؤ۔"بوا کہہ کر چلی گئیں۔رجاء ابھی تک عبایا اور حجاب میں تھی۔

"آپ بوا کو بتائیں گے نہیں؟"رجاء نے محب سے پوچھا۔

"مجھے نہیں لگتا انہیں بتانے کی ضرورت ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔آ۔۔۔۔واش روم؟"

اس نے اطمینان سے جواب دیا۔رجاء نے ہال کے ایک طرف بنے واش روم کی طرف اشارہ کیا۔وہ اسی سمت چلا گیا۔رجاء فوراً سے کچن میں آئی۔بوا کھانا گرم کر رہی تھی۔رجاء نے بوا کے چہرے کی طرف دیکھا تو وہاں آنسوؤں کا سیلاب آیا ہوا تھا۔

"بوا تمہیں پتہ ہے محب سر کون ہیں؟"رجاء نے رازداری سے کہا۔

"ہاں"بوا نے مختصر جواب دیا۔رجاء کا منہ کھل گیا۔

"کیسے؟۔۔۔مطلب تمہیں پتہ چل گیا ان کو پتہ چل گیا،میں ہی بے وقوف ہوں؟"رجاء نے ایک ہاتھ کمر پر رکھے ہوئے کہا۔

"ہاں"پھر وہی جواب۔

"لیکن تمہارے بیٹے کا نام تو جمال تھا ناں؟"

"اس کا نام محب جمال (خوبصورتی سے محبت کرنے والا) ہے۔میں اسے ہمیشہ جمال ہی بلاتی تھی۔محب تو وہ باقی سب کے لیے ہے۔"بوا کی آواز بھیگی ہوئی تھی۔

"اچھا؟۔۔۔کیا آپ بتانے کی زحمت کریں گی کہ آپ کو کیسے پتا چلا کہ باہر بیٹھے موصوف آپ کے فرزندِ عزیز ہیں؟اور جب پتہ چل ہی گیا ہے تو اتنا ٹھنڈا ری ایکشن؟"رجاء نے طنز کیا۔

"محبت کو اظہار کی ضرورت نہیں ہوتی بیٹا۔"بوا نے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

"میرا سوال اب بھی وہیں ہے۔" رجاء اپنے سوال کا جواب جاننے کے لیے بضد ہوئی۔

"اس کو آج پتہ چلا ہے۔ مجھے تو اسی دن پتہ چل گیا تھا جب تم اس کے کالج میں اپائنٹ ہوئی تھی۔" بوا نے ایک اور بم پھینکا۔

"یا اللہ! یہ کیسے کیسے انکشافات سامنے آ رہے ہیں۔ میں کیا اتنی بے وقوف تھی جو کچھ سمجھ نہیں سکی۔ کل سے میرے سر پر اتنے بم پھٹ رہے ہیں کہ کیا بتاؤں۔ بوا بیگم اور بھی کوئی راز ہے تو ابھی بتا دو۔ میں ایک ہی بار بے ہوش ہو جاؤں۔" رجاء ڈرامائی انداز میں کہتے ہوئے وہیں ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ بوا اس کے انداز پر نم آنکھوں سے ہنس دی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تم جاؤ اور فریش ہو جاؤ۔ اور ہاں کوئی اچھے سے کپڑے پہن لینا۔" بوا نے تاکید کی۔

"کیوں بھئی میں کیوں نئے کپڑے پہنوں؟ تمہارا بیٹا اتنی دیر بعد تم سے ملا ہے وہ بھی تنے ڈرامائی انداز میں۔ تم نئے کپڑے پہنو۔ تیار ہو۔" رجاء نے کہا۔

"تم جاتی ہو کہ نہیں۔" بوا نے سختی سے کہا۔ رجاء نے مصالحتی انداز میں ہاتھ کھڑے کیے اور فوراً چلی گئی۔

رجاء اپنے کمرے میں الماری کھولے کھڑی تھی۔ ہلکے گلابی رنگ کا جوڑا نکالا اور واش

روم میں گھس گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھی ان کے ساتھ کھانا کھا رہی تھی۔ اس نے حجاب تو نہیں کیا تھا لیکن دوپٹہ اس طرح اوڑھ رکھا تھا کہ اس کے بال نظر نہیں آ رہے تھے۔ تینوں خاموشی سے کھانا کھا رہے تھے۔ صرف بوا کی آواز آ رہی تھی جو بار بار محب کی پلیٹ میں کچھ نہ کچھ ڈال رہی تھی۔

"یہ کباب لو نا بیٹا۔" بوا نے کباب کی پلیٹ اس کے آگے کی۔ رجاء نے ایک نظر دیکھا اور پھر اپنی پلیٹ پر جھک گئی۔ اس کو واقعتاً جیلسی ہو رہی تھی۔

"نہیں بس! اب اور گنجائش نہیں ہے۔" محب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بوا میں بھی یہیں ہوں۔" رجاء نے ناک چڑھاتے ہوئے کہا۔ بوا کو ہنسی آ گئی۔ محب نے مسکراہٹ دبائی۔

"تو؟" بوا نے لاتعلقی کا اظہار کیا۔

"کچھ نہیں۔" اس نے خفت سے سر نیچے کر لیا۔

تھوڑی دیر بعد جب وہ کھانا کھا چکے تو بوا برتن سمیٹنے لگی۔ رجاء نے ناراضی کے اظہار کے طور پر کسی کام کو ہاتھ نہیں لگایا تھا۔ بوا اب کچن میں تھیں۔ وہ دونوں ہال میں بیٹھے تھے جب رجاء نے پوچھا۔

"آپ کو کیسے پتا چلا کہ بوا جانتی ہیں کہ آپ ان کے بیٹے ہیں؟" رجاء کو کھد بد لگی تھی۔

پوچھ بنا رہ نہیں سکی۔

"بس ایسے ہی۔ان کی آنکھوں میں میرے لئے جو شناسائی اور محبت تھی،مجھے یہ سمجھنے میں زیادہ دیر نہیں لگی۔"محب نے کہا۔

"یہ سب افسانوی باتیں ہیں۔مجھے اصل بات بتائیں۔"رجاء نے اکتا کر کہا۔

"یہی سچ ہے۔اب پتہ نہیں آپ کیسے مطمئن ہوں گی۔"

"تو پھر آپ نے انہیں امی یا اماں کہہ کر کیوں نہیں بلایا؟"عجیب بچگانہ سوال تھا۔محب مسکرا دیا۔رجاء جواب طلب نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔وہ جواباً اسے مسکرا کر دیکھنے لگا۔

"مجھے لگ رہا ہے میں آج کسی اور رجاء سے مل رہا ہوں۔آپ کالج میں بالکل بھی ایسی نہیں لگتیں۔"

"ہاں کیوں کہ میں روز روز کڈنیپ نہیں ہوتی ناں۔اور نہ ہی میری ذہنی حالت ایسی ہوتی ہے۔آج پہلی دفعہ اغواء ہوئی ہوں اس لیے آج مختلف لگ رہی ہوں۔"اس نے دوبدو کہا۔اب وہ کیا بتاتی کہ کالج میں جس قدر نفیس نظر آتی تھی گھر میں وہ بوا کی بگڑی ہوئی اولاد ہی تھی۔

"کل کالج میں ملتے ہیں۔"وہ کہتے ہوئے اٹھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بوا سے تو مل لیں۔" رجاء فوراً بولی۔

محب کچن میں چلا گیا۔ رجاء وہیں کھڑی رہی۔ جب وہ کچھ دیر تک نہیں آیا تو وہ کچن کی طرف بڑھی۔ بوا محب کے سینے سے لگی رو رہی تھی۔ وہ محب کے تاثرات نہیں دیکھ سکی۔ بوا جو ابھی تھوڑی دیر پہلے اسے چپ کروا رہی تھی اب خود مسلسل آنسو بہا رہی تھی۔ رجاء اداس سا مسکرا دی۔ چند لمحوں بعد محب بوا سے الگ ہوا اور ان کے آنسو صاف کیے۔

"اماں اب بس بھی کریں۔ میں آپ کے پاس ہی ہوں۔" محب نے ایک بار پھر بوا کو ساتھ لگایا۔ بوا اس کے اماں کہنے پر مسکرانے لگی۔ انہوں نے کتنے سال اس دن کا انتظار کیا تھا۔ کتنی دعائیں کی تھیں۔ اور آج وہ ان کے سامنے کھڑا تھا۔

"چلیں میں اب چلتا ہوں۔ شجیعہ انتظار کر رہی ہو گی۔ اللہ حافظ۔" وہ کہہ کر کچن سے نکلا۔ رجاء سامنے ہی کھڑی تھی۔

"میری اماں کا خیال رکھیے گا۔ اللہ حافظ۔" اس نے رجاء کو دیکھتے ہوئے کہا۔

وہ جو اداس سی کھڑی تھی اس بات پر تو تپ ہی گئی۔ (بھئی تمہاری اماں تو وہ آج ہوئی ہے اتنے سالوں سے میری ہی بوا تھیں)۔

"اللہ حافظ۔" کہا تو بس اتنا ہی۔ محب چلا گیا۔ وہ دروازہ بند کرنے کے بعد بوا کے پاس

کچن میں آ گئی۔

وہ کلاس لے رہی تھی جب اسے شجیعہ کا میسج آیا۔

"کلاس لینے کے بعد فوراً مجھ سے ملو۔"

"اوکے۔" اس نے جوابی میسج کیا۔ اور فون بند کر کے رکھ دیا۔ وہ صبح سے شجیعہ سے نہیں مل سکی تھی۔ کلاس لینے کے بعد وہ سٹاف روم میں گئی لیکن شجیعہ وہاں نہیں تھی۔ وہ وہیں بیٹھ کر انتظار کرنے لگی۔ تبھی وہاں محسن آیا۔ اسے دیکھ کر ٹھٹکا۔

"آپ تو کچھ دن غیر حاضر رہنے والی تھیں نا؟" محسن نے پوچھا۔

"ہاں مجھے کچھ کام تھے اس لیے میں تو ہفتہ بھر کی چھٹی کا سوچے بیٹھی تھی۔ لیکن وہ کام اتنی جلدی پورے ہو جائیں گے اس کا اندازہ نہیں تھا۔" اس نے اپنے مخصوص شائستہ لہجے میں کہا۔

"اچھا مجھے لگا تھا کوئی اور چکر ہے۔۔۔۔"

"اور چکر بھی بہت جلد ہونے والا ہے۔ فکر نہ کریں۔" شجیعہ اس کی بات اچک کر بولی۔ وہ ابھی سٹاف روم میں آئی تھی۔ رجاء نے اسے گھوری سے نوازا۔

"اچھا یعنی آپ شادی کر رہی ہیں؟۔۔۔۔ یعنی میں اس سال بھی کنوارہ رہ جاؤں

گا۔" محسن نے دہائی دیتے ہوئے کہا۔ شجیعہ ہنس پڑی۔ جبکہ رجاء کو یہ بات گراں گزری۔

"میری کوئی شادی وادی نہیں ہو رہی ہے۔" اس نے قطعیت بھرے لہجے میں کہا۔ شجیعہ کی ہنسی کو بریک لگی۔ محسن بھی تھوڑا سنجیدہ ہوا۔

"اچھا ٹھیک ہے اپنی نہ کروائیں میرے لئے تو ایک مہ جبین ڈھونڈ دیں۔ گھر والوں سے تو کہہ کہہ کر تھک گیا ہوں۔ آپ ہی میری کوئی مدد کریں۔ بندہ سخت عاجز بیٹھا ہے۔" محسن نے مصنوعی اکتاہٹ سے کہا۔

"بہت ترسے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔" شجیعہ نے چوٹ کی۔

"آپ کی زبان میں ترسا ہوا ہی سہی مگر ہوں تو حق پر۔" محسن نے زمانے بھر کی بے چارگی چہرے پر سجائی۔

"آپ کو خود سے کوئی لڑکی پسند نہیں آئی؟" شجیعہ نے دلچسپی سے پوچھا۔

"مجھے تو بہت لڑکیاں پسند آئیں۔ چند ایک سے تو محبت بھی ہو گئی لیکن میں غریب ہی کسی کو پسند نہ آیا۔" وہ بہت ڈرامائی انداز میں بول رہا تھا۔ رجاء اور شجیعہ دونوں ہنس پڑیں۔

"چلیں کوئی بات نہیں۔

وقت اچھا بھی آئے گا ناصر

زندگی پڑی ہے ابھی "شجیعہ نے شعر پڑھا۔

"جی بالکل اسی امید پر اگلے مہینے ستائیس کا ہونے والا ہوں۔" محسن نے کہا۔ تبھی عمار اور فرقان ایک ساتھ اندر داخل ہوئے۔

"ہیپی برتھڈے محسن!" عمار نے آتے ہی کہا۔

"لو اور سنو۔ آپ اپنی وشز اور تحائف اگلے مہینے کے لیے بچا رکھیں۔ اور دعا کریں ان وشز میں شادی کی مبارکباد بھی شامل ہو۔" محسن نے بلا جھجک کہا۔

"یار بس بھی کر دے۔ ذرا ہم سے پوچھ۔ ہم تو یہی کہیں گے بھئی زندگی تو شادی سے پہلے ہی کی ہوتی ہے۔ شادی کے بعد تو جھنجھٹ ہی ہوتا ہے۔" فرقان نے اپنے تجربات کی روشنی میں نصیحت کی۔

"اب ایسا بھی نہیں ہے۔ اگر شریک حیات اچھا ہو اور اپنی پسند کا ہو تو کچھ مشکل نہیں ہے۔" عمار نے شجیعہ کے چہرے کو فوکس کرتے ہوئے کہا۔ شجیعہ کو فوری طور کچھ سمجھ نہیں آیا۔ اس نے سوچنے کے انداز میں آنکھیں سکیڑیں۔

"لو جی! ان کا بھی سین ہے۔ بس میرا ہی نہیں ہے۔ یا اللہ ایسا کیوں؟" محسن نے اوپر دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں بھئی میرا کوئی سین وین نہیں ہے۔ مجھے اس سب سے دور ہی رکھو۔" عمار نے فوراً ہی اپنی پوزیشن کلیئر کی۔

"زبان سے کچھ بھی کہیں۔ لیکن آنکھیں دل کا آئینہ ہوتی ہیں۔" محسن نے کہا۔ شجیعہ کو اب یہ گفتگو بیزار کر رہی تھی۔ اسے رجاء سے بات کرنی تھی جو وہ کل سے نہیں کر سکی تھی۔ اس لیے وہ ان سب سے معذرت کرتے ہوئے رجاء کو لے کر باہر آ گئی۔ عمار مسکرا دیا۔

وہ دونوں اب اسی بینچ پر بیٹھی تھیں۔

"تمہیں بوا نے کچھ بتایا نہیں؟" شجیعہ نے پوچھا۔ اسے سمجھ نہیں آئی کہ بوا کو کیا کہہ کر بلائے، فی الحال بوا ہی کہہ دیا۔

"کیا؟ اب کیا بتانا باقی رہ گیا تھا؟" رجاء نے اکتاہٹ سے کہا۔

"یار تمہیں واقعی نہیں پتہ؟ بوا نے تمہاری اور بھائی کی شادی فکس کر دی ہے۔"

"ہیں؟۔۔۔۔۔ یہ کب ہوا؟۔۔۔۔۔ مجھ سے تو کسی نے پوچھنے کی زحمت بھی گوارہ نہیں کی۔" رجاء کو شاک لگا تھا۔

"مطلب تمہیں نہیں پتہ تھا۔ یہ بات تو کل تمہارے گھر میں ہی ہوئی تھی۔ کیا تم خوش نہیں ہو؟" شجیعہ نے ڈرتے ہوئے پوچھا۔

"خوشی کو چھوڑو۔ مجھے کسی نے بتایا کیوں نہیں؟ نہ تم نے نہ بوانے اور نہ ہی محب سر نے۔" شجیعہ اس کی بات سن کر مسکرانے لگی۔

"لیکن ایک مسئلہ ہے۔" شجیعہ نے پریشان صورت بنائے ہوئے کہا۔

"کیا؟"

"بھائی چاہتے ہیں کہ وہ اپنی شادی سے پہلے میرا رشتہ کہیں پکا کر دیں۔" شجیعہ کا منہ لٹکا ہوا تھا۔

"یہ تو کوئی مسئلہ نہیں ہے۔" رجاء نے بات ہوا میں اڑائی۔

"ایویں مسئلہ نہیں ہے۔ یار میں چاہتی تھی کہ تمہاری اور بھائی کی شادی جلد سے جلد ہو۔ میں تم دونوں کی شادی کے حوالے سے اتنی ایکسائٹڈ تھی۔ اور جس طرح کے بھائی کے ارادے ہیں مجھے بہت تاخیر ہوتی نظر آ رہی ہے۔"

"مجھے تو کوئی تاخیر ہوتی نظر نہیں آتی۔" رجاء نے کندھے اچکائے۔

"کیوں تم نے میرے لئے کوئی پرنس چارمنگ ڈھونڈ رکھا ہے کیا؟" شجیعہ نے طنزاً کہا۔

"میں نے نہیں۔ پرنس چارمنگ نے تمہیں ڈھونڈ رکھا ہے۔" رجاء نے آرام سے کہا۔

"مطلب؟"

"مطلب تمہیں جلد ہی پتہ چل جائے گا۔ مجھے ایک بات بتاؤ۔ تم اور محب سر بہن بھائی

ہو۔وہ تو بوا کے بیٹے ہیں۔اور تم۔۔۔۔۔۔؟"رجاء نے دانستہ بات ادھوری چھوڑ دی۔

"بابا نے دوسری شادی کی تھی۔یاد ہے؟وہ میری ماما تھیں۔رخسار۔ہم سب بہت سکون سے رہ رہے تھے۔ایک دن اچانک ہمیں خبر ملی کہ بابا کو ان کے کسی بزنس رائیول نے قتل کر دیا ہے۔اس وقت میں شاید بارہ سال کی تھی۔ہم سب کے لیے یہ ایک بہت بڑا شاک تھا۔لیکن اس وقت ہم کچھ کرنے کے قابل نہیں تھے۔"شجیعہ کی آواز میں اداسی در آئی۔

"جب بابا چلے گئے تب مجھے پتہ چلا کہ بھائی میرے سگے بھائی نہیں ہیں۔کیونکہ بابا کی موجودگی میں ماما جیسے مجھے ٹریٹ کرتی تھیں ویسے ہی بھائی کو کرتی تھیں۔بابا کے بعد میں نے واضح فرق محسوس کیا تھا۔مجھے اس بات کا گلٹ بھی تھا۔لیکن میں ماما کو کچھ کہہ بھی نہیں سکتی تھی۔بھائی اگر خود کھانے کے لیے نہیں آتے تھے تو ماما نہیں بلاتی نہیں تھیں۔میں بعد میں ماما سے چھپ کر بھائی کو ان کے کمرے میں کھانا دے کر آتی تھی۔مجھے ابھی اس وقت اندازہ ہو رہا ہے کہ سچ کو کڑوا کیوں کہا گیا ہے۔واقعی سچ کڑوا ہی ہوتا ہے۔

بھائی نے مجھے یا ماما کو کبھی پریشان نہیں کیا۔کبھی ماما سے بدتمیزی نہیں کی۔ماما نے کوئی

بات پوچھی تو جواب دے دیا۔نہ بلایا تو نہ سہی۔وہ جیسے تھے ویسے ہی خوش تھے۔ان کو دوست بنانے کا بہت شوق تھا۔وہ جیسے کوئی خلا بھرنا چاہتے تھے دوستوں کی صورت میں۔پڑھائی میں بہت اچھے تھے۔بہت دل لگا کر پڑھتے تھے۔یہ گلا سزا نہی رنجگوں کا نتیجہ ہیں۔

پھر ماما اکثر بیمار رہنے لگیں۔میں نے اور بھائی نے ان کا بہت خیال رکھا۔میرے ماموں سب آسٹریلیا میں رہتے ہیں۔ان میں سے کوئی بھی ماما کو دیکھنے نہیں آسکا۔وہ کافی عرصہ بیمار رہیں۔اور دو سال پہلے وہ بھی چلی گئیں۔"ایک آنسو شجیعہ کی آنکھوں سے ٹوٹ کر گرا۔

"میں اور بھائی اکیلے رہ گئے۔تب بھائی نے مجھے سنبھالا۔میں اور بھائی تو پہلے ہی ایک دوسرے سے بہت اٹیچ تھے۔ماما کے بعد میرے پاس کوئی اور تھا ہی نہیں تو ہر ضروری اور غیر ضروری بات بھائی سے ہی شئیر کرنے لگی۔بھائی کو میری ہر بات ہر مسئلے کا پتہ ہوتا ہے۔"شجیعہ نے ساری داستان سنا ڈالی۔رجاء بہت سنجیدگی سے سن رہی تھی۔وہ دونوں ہی کچھ دیر خاموش رہیں۔

"اچھا مجھے اب سمجھ نہیں آرہی کہ میں بوا کو کیا کہہ کر بلاؤں؟بھائی تو اماں کہہ رہے تھے۔تم بوا کہتی ہو۔میں انہیں کیا بلاؤں؟"اس نے ماحول کا تناؤ کم کرنے کی کوشش

کی۔

"تم کچھ بھی بلا لو۔ چاہے بوا کہہ لو۔ چاہے اماں کہہ لو چاہے الماس بیگم کہہ لو۔ وہ برا نہیں مانیں گی۔" رجاء نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اماں ہی ٹھیک ہے۔ ہے ناں؟" شجیعہ نے تائید چاہی۔ رجاء نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"رجاء!" وہ اپنے کمرے میں بیٹھی قرآن پڑھ رہی تھی کہ بوا اسے پکارتی ہوئی اس کے پاس ہی آکر بیٹھ گئیں۔

"ہاں"

"مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔" بوا نے تمہید باندھی۔ رجاء نے قرآن بند کیا اور اسے غلاف میں لپیٹ کر الماری میں رکھا۔ اور واپس بیڈ پر آکر بیٹھ گئی۔

"میں نے اور محب نے اگلے مہینے کی گیارہ تاریخ طے کی ہے۔" بوا نے آرام سے کہا۔

"کیا؟ کس چیز کی تاریخ؟" رجاء نے دہل کر پوچھا۔

"تم دونوں کی شادی کی اور کس کی؟"

"اب بھی رہنے دیتیں۔ ایسے بھی کوئی کرتا ہے کیا؟ اچانک س آکر کہہ دیا اگلے مہینے تمہاری شادی ہے۔ یہ کہاں کا دستور ہے؟" رجاء نے خفگی سے کہا۔

"تمہیں محب سے شادی پر اعتراض ہے؟" بوا نے بہت سکون سے پوچھا۔

"مجھ سے کسی نے پوچھا کیوں نہیں؟ خود ہی سب طے کر لیا۔ اب آکر تاریخ بتانے کی زحمت بھی نہیں کرتیں۔ شادی والے دن کہتیں تیار ہو جاؤ بیٹا آج تمہاری شادی ہے۔" رجاء تو پھٹ پڑی۔

"چلو اب پوچھ لیتی ہوں۔ تمہیں محب سے شادی پر کوئی اعتراض تو نہیں؟" اب کہ بوا نے بہت نرمی سے پوچھا۔ رجاء ٹھنڈی پڑ گئی۔

"نہیں۔" اس نے پھولے ہوئے منہ کے ساتھ کہا۔

"لیکن ایک بات بتاؤ۔ وہ تو شجیعہ کی بات کہیں پکی ہونے سے پہلے شادی نہیں کرنا چاہتے تھے ناں۔ تو اب اتنی جلدی؟ مطلب۔۔۔۔۔۔؟" رجاء نے اپنی الجھن سامنے رکھی۔

"ہاں تو ظاہر ہے شجیعہ کا رشتہ طے کرنے کے بعد ہی اپنی شادی کرے گا۔ اس کے لیے ایک بہت اچھا رشتہ آیا ہے۔ لڑکا تمہارے کالج میں پروفیسر ہے۔" بوا نے رسان سے کہا۔

"مجھے لگ ہی رہا تھا یہ گل عمار سر ہی کھلا سکتے ہیں۔" رجاء نے کہا۔ وہ شجیعہ کے لیے بہت خوش ہوئی تھی۔

"ہاں یہی نام ہے اس کا۔ میں تو ابھی تک ملی نہیں ہوں اس سے۔ محب کہہ رہا تھا جلد ہی ملوائے گا۔" محب کا نام لیتے وقت بوا کے منہ میں جیسے چاشنی گھل جاتی تھی۔

"اور شجیعہ؟۔۔۔اس سے بات کی ہے یا وہ بھی میری طرح بے خبر بیٹھی ہے؟" رجاء کو یہی فکر تھی۔

"ظاہر ہے محب نے کی ہی ہو گی۔ اب اتنا بڑا فیصلہ اکیلے تو نہیں کر سکتا۔"

"یہ بھی ذرہ نوازی ہے ان کی ورنہ۔۔۔۔۔" رجاء نے بات ادھوری چھوڑ دی۔

"ورنہ کیا؟" بوا نے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"کچھ نہیں۔ تم یہ بتاؤ اگلے مہینے شادی تو رکھ لی لیکن تیاریاں کیسے ہوں گی؟" رجاء نے بزرگانہ سنجیدگی سے پوچھا۔

"رجاء بیٹا! تم شاید بھول رہی ہو کہ تمہاری ساس میں بنوں گی۔ تمہارا سسرال بھی میں اور میکہ بھی میں۔ اور مجھے کوئی فضول تیاری نہیں چاہیئے۔" بوا نے فیاضانہ انداز اپنایا۔

"ہائے۔۔۔۔مجھے واقعی یاد نہیں تھا کہ تم میری ساس بنو گی۔ بوا تم تو پہلے ہی کسی ساس سے کم نہیں تھیں۔ اب تو اور رعب جماؤ گی۔" رجاء نے دہائی دی۔

"تمیز سے بات کرو لڑکی!" بوا نے مصنوعی سختی سے کہا۔ رجاء کا منہ کھل گیا۔

"اور سنو! محب اور شجیعہ کے ساتھ جانا اور شاپنگ کر لینا۔ مجھ سے روز روز بازار کے

چکر نہیں لگتے۔""" انداز اب بھی وہی تھا۔

رجاء سینے پر بازو لپیٹے بوا کو دیکھنے لگی۔ بوا نے چہرہ موڑ لیا مبادہ ہنسی چھوٹ جائے۔ رجاء نے بوا کے کندھے پر سر رکھ لیا۔

"کیا ہوا؟" بوا نے نرمی سے پوچھا۔

"بوا میری شادی پر اماں اور ابا نہیں ہوں گے۔" رجاء کی اداس سی آواز آئی۔

"تم اداس نہ ہو۔ وہ یقیناً بہت اچھی جگہ پر ہوں گے۔ اگر تمہارا بہت زیادہ دل اداس ہوتا ہے تو تم مجھے اماں بلا لیا کرو۔ یوں بھی محب مجھے اماں ہی کہتا ہے۔"

"نہیں بھئی۔ کوئی کچھ بھی کہے۔ جو مزا تمہیں بوا کہنے میں ہے وہ اماں کہنے میں تو نہیں آئے گا۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ تم کی جگہ آپ کہنے لگ جاؤں۔ لوگ سنیں گے تو کیا کہیں گے کہ اپنی پھوپھی کو تم کہہ کر بلاتی ہے۔ سو اب سے آپ۔" وہ فوراً موڈ میں آئی۔

"چلو ٹھیک ہے۔ وہ دونوں شاید اتوار کو آئیں تم ان کے ساتھ شاپنگ پر چلی جانا۔"

"اچھا۔" رجاء نے مختصر جواب دیا۔ کچھ دیر خاموش رہی پھر بولی۔

"بوا"!

"ہاں"

"شفاعت چچا نے ایسا کیوں کیا؟ وہ ہمیشہ ہماری زندگی میں ولن ہی بنے رہے۔ کم از کم میری زندگی کی کہانی کے ولن تو وہی ہیں۔" رجاء نے آہستہ سے کہا۔

بوا اداسی سے ہنسی۔

"ہم لوگ اپنی پسند اور ناپسند کی بنیاد پر لوگوں کو ولن قرار دے چھوڑتے ہیں۔ ہمیں لگتا ہے کہ جو لوگ ہمیں تکلیف پہنچاتے ہیں ہمیں نہیں پسند وہ اللہ کو بھی پسند نہیں۔ یہ ہمارا گمان ہوتا ہے۔ حالانکہ عین ممکن ہے کہ ان کی کہانی میں ہمارا کردار ولن کا ہو۔ وہ اپنے آپ کو حق پر سمجھتے ہوں اور ہو سکتا ہے کہ اللہ سے ہماری شکایت بھی کرتے ہوں۔ ہم ہر بار خود کو صحیح نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ "مکمل" تو ہم بھی نہیں ہیں۔ کسی کو یونہی ولن قرار نہیں دے دیا جاتا۔ اس کے اندر کچھ تو ایسا ہوتا ہے کہ اسے ولن سمجھا جائے۔ ہو سکتا ہے کہ اب شفاعت کی زندگی میں ہم ولن ہوں۔ اس کی راہ میں رکاوٹ بنے ہوں۔" بوا نے اس کے بال سہلاتے ہوئے کہا۔

"ہم کیسے ان کی راہ میں رکاوٹ بن گئے؟ یہ بات تو وہ خود بھی مانتے ہوں گے کہ انہوں نے کس کس حربے سے ہمیں تنگ کیا ہے۔" رجاء کو بوا کا اب بھی شفاعت چچا کی حمایت کرنا سخت ناگوار گزرا تھا۔

"اب اس بات کو دہرانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ چھوڑو یہ سب اور لسٹ بناؤ جو جو لینا

ہے۔"بوا نے اسے تاکید کی اور خود باہر نکل گئیں۔

رجاء پھر سے لیٹ گئی۔

وہ کچن میں کھڑی رات کا کھانا بنا رہی تھی جب محب وہاں آیا۔ وہ وہاں رکھی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"شجی"!

"جی بھائی"اس نے چمچہ چلاتے ہوئے کہا۔

"یہاں آؤ تم سے ایک بات کرنی ہے۔"اس نے کہا۔شجیعہ نے آنچ دھیمی کی اور اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئی۔

"میں نے کہا تھا کہ میں اپنی شادی سے پہلے تمہارا رشتہ طے کردوں گا۔۔۔۔۔"

"نہیں بھائی اب آپ اس وجہ سے اپنی شادی postpone نہیں کریں گے۔اللہ اللہ کر کے میرے بھائی کی شادی آئی ہے اور۔۔۔۔۔۔آپ اس وجہ کو حائل نہ بنائیں۔"اس نے محب کی بات کاٹتے ہوئے تیزی سے کہا۔

"میری بات سنو گی؟"محب نے اس کی بے چینی پر ہنستے ہوئے کہا۔

"بتائیں۔"وہ ہمہ تن گوش ہوئی۔

"عمار نے تمہارے لئے پسندیدگی کا اظہار کیا ہے۔ وہ تم سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ ابھی میں نے اسے کوئی جواب نہیں دیا۔ میں تم سے پوچھے بغیر کوئی جواب نہیں دے سکتا تھا۔" محب نے نرمی سے کہا۔

"ہیں؟۔۔۔۔۔عمار سر؟۔۔۔۔۔۔۔۔شادی؟۔۔۔۔۔۔مجھ سے؟۔۔۔۔۔" اس نے وقفے وقفے سے کہا۔ وہ اس خبر سے واقعتاً حیران ہوئی تھی۔

"ہاں مگر میں تمہاری رضامندی کے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کروں گا۔" محب نے بے ساختہ کہا۔

"آپ ان کو انکار کر دیں۔" شجیعہ نے معصومیت بھری سنجیدگی سے کہا۔

"کیوں؟۔۔۔میرا مطلب تمہارا اعتراض کیا ہے؟" محب نے الجھے ہوئے انداز میں کہا۔

"بھائی۔۔۔۔۔۔وہ۔۔۔۔وہ اتنے لمبے ہیں۔ ان کی ہائٹ دیکھیں اور میری ہائٹ دیکھیں۔" اس نے ہنوز اسی انداز میں کہا۔ محب کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔ شجیعہ ہونقوں کی طرح اسے دیکھنے لگی۔

"بس یہی اعتراض ہے یا اس کے جیسے اور بھی ہیں؟" اس نے ہنسی روکتے ہوئے پوچھا۔

"بس یہی ہے۔" اس نے منہ پھلائے ہوئے کہا۔

"چلو ٹھیک ہے پھر میں اس کو آنے کا کہہ دیتا ہوں۔" وہ کہہ کر اٹھنے لگا۔

"آپ میری بات کو یونہی مذاق میں نہیں اڑا سکتے۔ بھائی میرا ایک بہت ہی valid سا objection ہے۔" اس نے اپنی بات پر زور دیا۔

"اچھا؟" وہ سر کھجاتے ہوئے واپس بیٹھا۔

"تمہاری ہائٹ کتنی ہے؟"

"5.4"

"تمہاری پوچھی ہے تمہاری زبان کی نہیں۔" محب نے اسے چھیڑا۔ شجیعہ نے جواباً گھوری سے نوازا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اوکے اوکے۔۔۔۔ اور عمار کی ہائٹ کتنی ہے؟" اس نے شجیعہ سے پوچھا۔

"How would I know? "

اس نے ابرو اچکائے۔

"عمار کی ہائٹ قریباً 6.1 ہو گی یا زیادہ سے زیادہ 6.2۔ تو اس میں تمہیں کیا اعتراض ہے؟ اتنا ہائٹ ڈفرینس تو نارمل سی بات ہے۔" اس نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"اب میری ہائٹ 5.11 ہے اور رجاء کی شاید 5.3 یا 5.4 ہے۔ یہ بالکل نارمل سی بات ہے۔ تم خواہ مخواہ اس بات کو ایشو بنا رہی ہو۔"

"اچھا؟"شجیعہ نے استفہامیہ نظروں سے اسے دیکھا۔وہ کنونس ہو رہی تھی۔

"ہاں۔تو اب بتاؤ میں کیا جواب دوں؟"

"مرضی کر لیں۔اب میں کیا کہہ سکتی ہوں۔"شجیعہ نے ناک سے مکھی اڑائی۔

"تو ٹھیک ہے۔ایک ہی ڈیٹ رکھ لیتے ہیں۔"محب نے پر سکون لہجے میں کہا۔

"کس چیز کی ڈیٹ؟بھائی میں ابھی بتا رہی ہوں میں اتنی جلدی شادی نہیں کرنا چاہتی۔ ایک تو ایک دم سے آپ نے میرے سر پر یہ بم پھوڑا ہے اوپر سے شادی۔۔۔۔نہیں بھائی میں ابھی شادی نہیں کروں گی۔"شجیعہ نے فوراً کہا۔

"یار بات تو سن لیا کرو۔جس دن میری اور رجاء کی شادی ہو گی اس دن تمہارا نکاح کر دیں گے۔رخصتی کچھ عرصہ ٹھہر کے کر لیں گے۔ٹھیک ہے؟"محب نے کہا۔

شجیعہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔اور چولہا بند کرنے چلی گئی۔پھر سلاد کا سامان پکڑا اور وہیں آکر بیٹھ گئی۔محب میز کی سطح کو گھور رہا تھا۔

"بھائی"!

"ہاں"شجیعہ کے بلانے پر اس نے سر اٹھایا۔

"آپ کو یقین تھا کہ رجاء کی شادی آپ سے ہی ہو گی؟میرا مطلب اگر آپ کے بات کرنے سے پہلے ہی اس کی کہیں بات پکی ہو چکی ہوتی تو۔۔۔۔"شجیعہ نے کھیرا کاٹتے

ہوئے پوچھا۔ وہ جواباً مسکرا دیا۔

"ہاں"

"کیسے ؟۔۔۔کسی چیز کی اچانک خواہش پیدا ہو اس کے پورا ہونے کا اتنا یقین کیسے ہو سکتا ہے ؟" وہ بھنویں اچکائے پوچھ رہی تھی۔

"چیزوں میں اور انسانوں میں فرق ہوتا ہے شجی! اور خواہش میں اور محبت میں فرق ہوتا ہے۔ خواہش کا مطلب محبت نہیں ہوتا۔ خواہش تو وقتی خوشی دیتی ہے اور محبت۔۔۔۔" اس نے گہری سانس لی۔ "محبت سے جڑے ہر جذبے کو دوام حاصل ہے۔"

"آپ کو یقین تھا کہ آپ کی محبت آپ کو مل جائے گی ؟"

"ہاں بالکل! یقین ہی تو میرا زادِ راہ ہے۔" محب نے مضبوط لہجے میں کہا۔ شجیعہ کو رجاء کی بات یاد آئی۔

"مطلب ؟" اس نے ناسمجھی سے پوچھا۔

"دیکھو ہمیں بتایا گیا ہے کہ تقویٰ بہترین زادِ راہ ہے۔ اس دنیا سے اس دنیا تک کے سفر کا سامان۔ تقویٰ کے معانی بہت وسیع ہیں۔ اور تقویٰ تو ہر مسلمان کا زادِ راہ ہے۔ لیکن ہر انسان کے کچھ اپنے اصول ہوتے ہیں، اپنا زادِ راہ ہوتا ہے۔ تم کسی سے بھی پوچھو گی

اس کا زادِراہ مختلف ہو گا۔ ہو سکتا ہے کچھ لوگوں کی پرسنیلٹیز ملتی جلتی ہوں نیچر ملتی جلتی ہو ان کے اصول ملتے ہوں تو شاید ان کا زادِراہ بھی مماثل ہو۔ میرا زادِراہ یقین ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر پختہ یقین اس کے بعد اپنی ذات پر یقین۔ اگر میں اپنی ذات پر یقین کر کے کسی کام کے لیے محنت کروں تو مجھے یقین ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ضرور اس کام کو پورا کر دے گا۔" شجیعہ اب سب چھوڑ کر اس کی بات سن رہی تھی۔

"اور اگر کسی وجہ سے وہ کام پورا نہیں ہوتا تو مجھے یقین ہوتا ہے کہ اللہ نے میرے لئے ضرور اس سے بہتر سوچ رکھا ہے۔ مجھے یقین تھا کہ اللہ مجھے میری ماں سے ضرور ملوائے گا، اللہ نے ملوادیا۔ مجھے یقین تھا کہ رجاء کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا، ایسا ہی ہوا۔ مجھے یقین تھا کہ مجھے میری محبت مل جائے گی، سو مل گئی۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ شجیعہ بھی مسکرانے لگی۔

"اور مجھے یقین ہے کہ عمار شادی کے بعد سلامت رہے گا۔ اور تم یقین مانو پہلی بار میرا یقین ڈگمگا رہا ہے۔ اللہ ہی خیر کرے۔۔۔۔۔" اس نے شجیعہ کو چھیڑتے ہوئے بات ادھوری چھوڑ دی۔

"میرے بھی رجاء کے بارے میں کچھ ایسے ہی خیالات ہیں۔" وہ کھٹ کھٹ سلاد بنانے لگی۔

"ہاں تمہارے جیسی نند جو ملے گی بیچاری کو۔"اس نے تر کی بہ تر کی کہا۔

"ہاں میرے جیسی پیاری، خوبصورت، اچھی اور معصوم اور۔۔۔۔۔۔"

"بس کر دو یار۔ یہ نہ ہو کہ تمہارا ابا یاں کندھا جھک جائے۔"محب نے اس کی بات کاٹتے ہوئے فکر مندی سے کہا۔

"کیوں؟"اس نے نا سمجھی سے پوچھا۔

"جھوٹ کے بوجھ سے۔"وہ فوراً اُٹھ کھڑا ہوا۔

"بھائی آپ ناں۔۔۔۔"اس سے فوری طور پر کوئی جواب نہیں بن سکا تو دانت پیستی رہ گئی۔ محب اس کے بال بگاڑتے ہوئے باہر چلا گیا۔

آج گیارہ اکتوبر تھی۔ رجاء، محب کی شادی اور شجیعہ، عمار کے نکاح کا دن۔ خوشی تو در و دیوار سے ٹپک رہی تھی۔ ایسے میں رجاء اپنے کمرے میں دروازہ بند کیے بیٹھی تھی۔ وہ اپنے ہاتھ میں اماں ابا کی تصویر لیے بیڈ پر بیٹھی آنسو بہا رہی تھی۔ اس کے آنسوؤں میں خوشی اور اداسی کی ملی جلی سی چمک تھی۔ وہ کتنی دیر اس تصویر کو دیکھتی رہی اور آنسو بہاتی رہی۔

"رجاء!۔۔۔رجاء بیٹا دروازہ کھولو۔"یہ بوا کی آواز تھی۔ جو باہر کھڑی دروازہ بجا رہی

تھی۔

"کھول رہی ہوں۔"اس نے آواز کو حتی المقدور نارمل کیا۔آنسو فوراً صاف کیے اور تصویر والے فریم کو تکیے کے نیچے رکھا۔اور دروازہ کھولا۔بوا نے اس کو غور سے دیکھا۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔بوا نے دانستہ نظر انداز کر دیا۔

"ٹائم دیکھو کیا ہو گیا ہے۔تمہیں پارلر نہیں جانا کیا؟"بوا نے وال کلاک کو دیکھتے ہوئے کہا۔گھر میں اس وقت کوئی مہمان نہیں تھا۔کیونکہ سب نے ہال میں ہی آنا تھا۔

"چلی جاتی ہوں۔ابھی بہت ٹائم پڑا ہے۔"اس نے کسلمندی سے کہا۔

"چلی جاتی ہوں۔۔۔چلو جلدی اٹھو باہر رابعہ آئی بیٹھی ہے۔اس کے ساتھ فوراً جاؤ۔پھر وہ دیر بھی بہت لگاتی ہیں تیار کرنے میں۔"بوا نے سختی سے کہا۔

"اچھا چلی جاتی ہوں۔میں تو کہتی ہوں آپ بھی ساتھ ہی چلیں اچھا سا تیار ہو جائیں گی۔"رجاء نے مشورہ دیا۔وہ اب بوا کو آپ جناب کہہ کر ہی بلاتی تھی۔

"نہیں مجھے کوئی شوق نہیں ہے۔تم جاؤ جلدی کرو۔اور کوئی چیز یہاں مت چھوڑ جانا۔"بوا نے تاکید کی۔

"رجاء یار جلدی کرو۔"رابعہ نے باہر سے آواز لگائی۔

"آ رہی ہوں۔"رجاء نے جلدی سے عبایا پہنا،نقاب کیا اور سارا سامان لے کر رابعہ

کے ساتھ چلی گئی۔ بوا نے اس کے جانے کے بعد تکیے کے نیچے سے تصویر نکالی اور
المار ی میں رکھ دی۔

وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ اس نے آف وائٹ پیروں تک آتی فراک پہن رکھی
تھی جس پر گولڈن کام بنا ہوا تھا۔ آف وائٹ حجاب کے اوپر آف وائٹ اور گولڈن
دوپٹہ سیٹ کیا ہوا تھا۔ اسے سرخ رنگ کچھ خاص پسند نہیں تھا اس لیے اس نے اس
رنگ کا انتخاب کیا تھا۔ حجاب کے اوپر کسی قسم کا کوئی زیور نہیں پہنا تھا سوائے گولڈن
بروچ کے۔ ہاں میک اپ ضرور ہیوی تھا۔ وہ واقعتاً نظر لگ جانے کی حد تک
خوبصورت لگ رہی تھی۔ اپنے محب صاحب نے بھی آف وائٹ شیر وانی پہن رکھی
تھی۔ جیل سے بال سیٹ کیے ہوئے تھے۔ چشمہ بدستور آنکھوں پر موجود تھا۔ وہ بھی
بہت سے زیادہ وجیہہ لگ رہا تھا۔ ان کا نکاح پڑھا جا چکا تھا اور اب شجیعہ اور عمار کا نکاح
پڑھا جا رہا تھا۔ شجیعہ نے ٹرکوائز کلر غرارہ اور گھٹنوں سے تھوڑی اوپر آتی قمیص پہن
رکھی تھی۔ دوپٹہ بہت خوبصورت طریقے سے سیٹ کیا ہوا تھا۔ بالوں پر ایک طرف
جھومر لگائے، جھمکے اور نیکلیس پہنے وہ باقاعدہ دلہن لگ رہی تھی۔ اور بہت
خوبصورت لگ رہی تھی۔ عمار نے سفید شلوار قمیص پر ٹرکوائز اور رائل بلو کے امتزاج

کی ویسٹ کوٹ پہنی ہوئی تھی۔سب ایک سے بڑھ کر ایک حسین لگ رہے تھے۔

نکاح ہو چکا تو سب کولیگز سٹیج پر آ گئے۔

"میں نہ کہتا تھا ان کا سین چل رہا ہے لیکن میری کوئی مانتا ہی نہیں۔" یہ محسن تھا۔

"جی نہیں ہمارا کوئی سین نہیں تھا۔یہ صرف آپ کی غلط فہمی تھی۔" شجیعہ نے دوبدو کہا۔

"آپ کی طرف سے نہیں تھا۔میری طرف سے تو تھا۔" عمار نے شجیعہ کے کان میں سرگوشی کی۔شجیعہ نے اسے دیکھا تو وہ مسکرا رہا تھا۔شجیعہ نے فوراً رخ موڑ لیا۔

"اچھا چلیں میری غلط فہمی ہی سہی۔مجھے یہ بتائیں آپ کی کوئی دور پار کی بہن وہن نہیں ہے کیا؟۔۔۔۔وہ ناں۔۔۔۔مجھے شادی کروانی ہے۔" محسن نے انگلی دانتوں میں دبا کر شرماتے ہوئے کہا۔سب ہنس دیے۔

"محسن!" محب کی رعب دار آواز آئی۔

"نہیں سر! آج میں آپ سے نہیں ڈرنے والا۔اپنی شادی کے دن تو کم از کم اپنے اندر کے پرنسپل کو اندر ہی رکھیں۔اس وقت آپ ایک دولہا ہیں۔دولہوں کی طرح بی ہیو کریں۔" محب نے مشورہ دیا۔

"مثلاً کیسے؟"

"وہ تو آپ ان سے پوچھ سکتے ہیں۔ یہ اس معاملے میں تجربہ کار ہیں۔" اس نے فرقان کی طرف اشارہ کیا۔ فرقان نے مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا۔

"زینبیہ نہیں آئیں؟" رجاء نے ماہین سے پوچھا۔

"نہیں ان کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔" ماہین نے بتایا۔

"ظاہر ہے۔" رجاء نے آہستہ آواز میں کہا۔ محب نے فوراً اس کی طرف دیکھا۔

"مطلب؟" ماہین نے سن لیا تھا تبھی پوچھا۔

"ظاہر ہے طبیعت ٹھیک نہیں ہو گی اسی لئے تو نہیں آئیں۔" رجاء نے فوراً بات بنائی۔ محب نے مسکراہٹ دبائی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"عمار یار تم بھی تو کچھ بولو۔" فرقان نے کہا۔

"عمار سر کی بولتی تو مس شجیعہ نے بند کر دی ہے۔" ماہین نے انہیں چھیڑا۔

"ہاااا" شجیعہ نے افسوس سے کہا۔ تبھی وہاں رابعہ آئی اور رجاء کے کان میں کچھ کہا۔ رجاء نے اسے شکایتی نظروں سے دیکھا۔

"تھوڑی دیر اور رک جاتیں۔" رجاء نے اسے کہا۔ وہ رجاء کے پیچھے کھڑی تھی۔ اس نے جواباً مسکرا کر رجاء کو کچھ کہا۔ اور اس سے اور شجیعہ سے مل کر چلی گئی۔

"آپ نے کبھی بتایا نہیں آپ کی کوئی بہن بھی ہے۔" محسن نے رجاء سے کہا۔

"وہ بہن نہیں دوست ہے اور الحمدللہ انگیجڈ ہے۔" رجاء نے انگیجڈ پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"بس کر دے محسن! اس وقت تو انتہائی کوئی ترسا ہوا الگ رہا ہے۔" عمار نے کہا۔

"ہم پر الزام تو ویسے بھی ہے ایسے بھی سہی

نام بدنام تو ویسے بھی ہے ایسے بھی سہی" محسن نے جواباً شعر پڑھا۔

"چلو بچو! بس اب چلو۔ دیکھو کتنی دیر ہو گئی ہے۔" بوا نے آتے ہی کہا۔ انہوں نے آسمانی رنگ کا کامدار جوڑا پہن رکھا تھا اور خلاف توقع تھوڑا بہت میک اپ بھی کیا ہوا تھا۔ وہ تب سے کچھ خواتین سے ملنے ملانے میں مصروف تھیں۔

بوا کو سب نے الگ سے مبارکباد دی جو انہوں نے بہت خوشی سے وصول کی۔ سب آہستہ آہستہ گھر کے لیے نکل رہے تھے۔ عمار اور اس کے گھر والے جا چکے تھے۔ شجیعہ نے ابھی اپنے گھر ہی جانا تھا۔ اس کی رخصتی ایک سال بعد ہونا قرار پائی تھی۔ بوا نے بھی ان کے ساتھ ہی محب کے گھر جانا تھا۔ محب نے ان کا ضروری سامان پہلے ہی وہاں شفٹ کرا لیا تھا۔ رجاء کا گھر اب بند تھا اور گاؤں والا گھر بوا نے نکاح کے تحفے کے طور پر شجیعہ کے نام کر دیا تھا۔ اب ان سب نے ایک ہی گھر میں جانا تھا۔ سب کی منزل ایک ہی تھی۔

وہ بیڈ پر بیٹھی سامنے رکھے ڈریسنگ ٹیبل کے آئینے میں خود کو دیکھتے ہوئے مانگ ٹیکا درست کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ہال سے واپس آنے کے بعد شجیعہ نے اس کا حجاب کھول کر بالوں کی مانگ نکال کر سٹ مانگ ٹیکا لگایا تھا۔اور بالوں کو کھلا چھوڑ دیا۔رجاء کے بال یوں تو بھورے گھنگریالے تھے،اس کے بالوں میں بڑے بڑے کرلز تھے۔آج اس نے بال سیدھے کروائے تھے۔اب اس کے بال کہنیوں تک آرہے تھے۔جھمکے اور نیکلیس وغیرہ اس نے پہلے ہی پہنے ہوئے تھے۔پھر اس نے دوپٹہ سیٹ کیا۔

"ہائے رجاء! تم کتنی خوبصورت لگ رہی ہو۔ماشاءاللہ!"شجیعہ نے کھلے دل سے تعریف کی تھی۔

"تھینک یو"اس نے جھینپتے ہوئے کہا۔

"بھائی تو تمہیں دیکھتے ہی فلیٹ ہو جائیں گے۔یااللہ میرے بھائی کے ہوش قائم رکھنا۔"شجیعہ نے دونوں ہاتھ دعائیہ انداز میں اٹھائے۔

"اب ایسا بھی نہیں ہے۔"

"ایسا ہی ہے۔بس تم اپنی خوبصورتی کو انڈر ایسٹیمیٹ کرتی رہی ہو۔ورنہ حسن تو ایسا

ہے کہ

جہاں بھی گئے داستان چھوڑ آئے

اچھا چلو میں اب چلتی ہوں۔ بھائی اماں کے پاس بیٹھے ہیں میں انہیں بھیجتی ہوں۔" وہ کہہ کر چلی گئی۔

اور رجاء اب بیٹھی ٹیکے کو درست کر رہی تھی۔ تبھی محب اندر آیا۔ وہ فوراً سیدھی ہوئی۔ وہ آکر بیڈ پر بیٹھ گیا۔ اس نے رجاء کو پہلی بار اس طرح دیکھا تھا۔ وہ ہمیشہ حجاب میں ہی ہوتی تھی۔ اور آج جب دیکھا تو محب کو نظریں ہٹانا مشکل لگا۔ رجاء کی نظریں جھکی ہوئی تھیں۔ محب اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے بولا

تم نے جو رخ سے یوں نقاب ہٹا دیا

مشکل کو میری، جاناں حد سے سوا کیا

پوشیدہ ہی رہتے اس چادر کی اوٹ میں

رخِ دلنشیں دکھا کر تم نے برا کیا

وہ بہت جذب سے کہہ رہا تھا۔ رجاء نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔

اس پہ محال یہ کہ پھر اٹھ گئیں نگاہیں

انہی نگاہوں نے مجھ کو شاعر بنا دیا

وہ عارض مجھے بھلا گئے رنگِ گل واز ھار

اک نئے جہاں سے میرا پھر واسطہ ہوا

اس زنخداں پہ مجھ کو ہوا چاند کا گمان

مہ شب نے آ کے بام پہ مجھ سے گلہ کیا

اب حال یہ کہ میں ہوں اسی مرض کا شکار

جس مرض نے قیس کو مجنوں بنا دیا

)از خود: مہوش جاوید(

رجاء زیر لب مسکرا رہی تھی۔

"رجاء!" محب نے لہجے میں محبت سموئے اسے پکارا۔

"جی سر!" رجاء نے عادت سے مجبور اسے سر ہی کہہ دیا۔ محب کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

رجاء نے خفت کے مارے پھر نظریں جھکا لیں۔

"باآمدن تو زندگی کامل است۔ شما ایمان من را تقویت کردہ اید۔ (تمہارے آنے سے زندگی مکمل سی ہو گئی ہے۔ تم نے میرا یقین مزید راسخ کر دیا ہے۔)" اس نے اس کی کلائی میں بریسلٹ پہناتے ہوئے کہا۔

"افکارِ من مشابہ است۔ (میرے خیالات بھی کچھ ایسے ہی ہیں)۔" رجاء نے کہا۔ وہ

دونوں مسکرادیے۔ان کے مسکراہٹوں کے سفر کا آغاز ہو چکا تھا۔

مسکراہٹیں بھی زندگی کی ہی عطا کردہ ہوتی ہیں۔اگر زندگی مشکلات دیتی ہے تو مسکراہٹیں اور خوشیاں بھی زندگی میں ہی مل جاتی ہیں۔بس اپنا زادِراہ متعین کرنے کی دیر ہے۔

السلام علیکم!

میرا نام مہوش جاوید ہے۔یہ میرا پہلا ناول ہے۔اور چونکہ پہلی کاوش ہے تو پہلی کاوش میں غلطیاں ضرور ہوتی ہیں۔اس سے پہلے میں تھوڑی بہت شاعری کر چکی ہوں۔شاعری میرا کمفرٹ زون ہے۔میں نے اپنے کمفرٹ زون سے نکل کر یہ ناول لکھا ہے۔امید کرتی ہوں آپ کو یہ ناول پسند آئے گا۔آپ اپنی آراء سے مجھے ضرور آگاہ کریں۔آپ مجھے میرے انسٹا گرام اکاؤنٹ پر بھی مجھے اپنی آراء سے آگاہ کر سکتے ہیں

@maahwish_bajwa

جاری ہے۔۔

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین